THE YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN

VERBATIM REPORT

Sunday, May 10, 2009

SESSION FOUR

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Qura'an
2. Resolutions
3. Calling Attention Notices
4. Motion

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margala Hotel, Islamabad, on 10th May, 2009 at ten minutes past ten in the morning with Madam Deputy Speaker (Kashmala Khan Durrani) in the Chair.

Recitation of Holy Quran

اَعوذُبااللہ مِنَ الشّیطٰن الرجِّیم
بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْــًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے (۱۳) بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اورابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جزاک اللہ ۔

جناب نیاز محمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی نیاز صاحب۔

جناب نیاز محمد: محترمہ سپیکر! کارروائی شروع کرنے سے پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ کیا کورم پورا ہے یا نہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ پندرہ ممبران سے کورم پورا ہو جاتا ہے because it is one forth of the total members of the Youth Parliament. The first item on the agenda today is Resolution by Mr. Mr. Muhammad Hamid Hussain.

جناب انصار حسین: جناب سپیکر حامد حسین یہاں پر نہیں ہیں ان کی behalf پر میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔

Mr. Ansar Hussain: Thank you. “This House is of the opinion that “Local Government System is not suitable for political system of Pakistan because it is overriding and interfacing with the federal and provincial levels of management.”
محترمہ سپیکر! سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مقامی حکومتوں کے نئے نظام کے بارے میں پاکستان میں مختلف خدشات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ موجودہ حالات میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے جس سول مشینری اور مضبوط انتظامیہ کی ہمیں ضرورت ہے وہ اس لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی وجہ سے تباہ ہو کر رہی گئی ہے خاص طور پر سوات جیسے علاقوں میں Government reforms کے نام پر

ہمارے ملک کی سول انتظامیہ کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ local body system کے بارے میں جو بھی فیصلہ کیا جائے اس میں پارلیمنٹ اور تمام stakeholders کو شامل کیا جائے شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. May I have the list of the speakers from the Green Party and Blue Party.

Mr. Ansar Hussain: Madam Speaker, I want to add something.
یہ ایک بہت ہی debatable issue ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ہر طرح کے ہمارے پاس اس کے for, against جیسے بھی آتے ہیں within the House بھی یہ Blue Party کا نہیں ہے بلکہ personal resolution ہے شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Meanwhile they provide us with the list. Anybody who wants to speak from the Green or the Blue Party? Yes Jadoon Sahib.

جناب فرخ جدون : بہت شکریہ۔ میڈم سپیکر! حامد حسین صاحب کی جو Resolution تھی جسے انصار بھائی نے back کیا۔ یہ ایک بڑی اچھی Resolution ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم 2001 کے Local Government System کا ہم مطالعہ کریں اور اس کے بعد جو 2004 اور 2007 میں amend ہوا تو اس میں as such کوئی خاص خامیاں نظر نہیں آرہیں۔ مسئلہ جہاں پر نظر آ رہا ہے وہ implementation level پر ہے۔ میرے خیال میں جس dictator نے بھی یہ کام کیا تھا، چاہے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے کام کیا تھا مگر اس نے جو بھی کام کیا at least اس سے مقامی لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اگر میرے گاؤں میں کوئی مسئلہ پیدا ہو رہا ہے تو میں اپنے یونین کونسل کے ناظم کے پاس جاؤں گا اور اس سے پوچھوں گا کہ بھائی یہ مسئلہ کیوں ہے؟ میرا مسئلہ حل کیوں نہیں ہو رہا؟ شاید میرے لیے اتنی آسانی کے ساتھ ڈی سی او کو approach کرنا ممکن نہ ہو۔ اس سے یہ مسائل ہوئے ہیں کہ کچھ coordination کے مسائل پیدا ہوئے ہیں کہ ڈی پی او صاحب کو یہ نہیں پتا لگ رہا کہ میں کس کے under ہوں۔ وہ at a time DIG صاحب کو بھی رپورٹ پیش کر رہے ہیں ساتھ ضلع ناظم یہ سمجھ رہا ہے کہ میرے پاس بھی اسے آنا چاہیے۔ ایم پی اے اور ایم این اے کا pressure بھی ساتھ ساتھ لے رہا ہے۔ میرے خیال میں local government system ٹھیک ہے اس کے اندر تھوڑی بہت تبدیلیاں کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس میں amendments کرکے، امید ہے اگلی resolution کے اندر party consensus سے انہیں پیش کریں گے۔ بجائے اس کے کہ اس کو بالکل فارغ کر دیا جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Any member from the Blue Party?

جناب محمد رفیق وسان: شکریہ محترمہ سپیکر۔ لوکل گورنمنٹ کے نظام کے حوالے سے ہمارے دوست حامد حسین بہت اچھا resolution لے کر آئے ہیں۔ میں اس کے اہم features کے حوالے سے تھوڑی بات کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ analyze کرنا ہوگا کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم مشرف کے دور میں کیوں لایا گیا۔ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کو لانے کی مشرف regime کے جو declared objectives تھے وہ تو اگر ہم پاکستان کی political history دیکھیں تو جنرل ایوب نے بھی اسی طرح basic democracy کا concept وہ لے کر آئے تھے۔ Actuallyجب بھی یہ dictators آتے ہیں یا dictatorial regimes پاکستان میں آئیں تو انہوں نے یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم اپنے objectives کو meet کرنے کےلیے متعارف کروایا ہے یہ تو بالکل واضح ہے۔جہاں تک یہ devolution plan کا تعلق ہے تو devolution power کو نچلی سطح پر لانے کے لیے کہا جاتا ہے مگر میں کہوں گا کہ یہ devolution یا decentralization نہیں تھی مگر decentralization کے نام پر over centralization تھی کیونکہ اگر ہم اس کے key features دیکھیں تو یہ اس طرح تھا کہ اس کو ہم purely parallel governance system کہہ سکتے ہیں۔ کہ جی جب آپ کے پاس federal governance ہے، آپ کے پاس provincial setup ہے تو لوکل گورنمنٹ کو وہ بھی center کے ذریعے چلانا اور center کے ذریعے funds کی allocations کرنا، اور وہ بھی ان لوگوں کو جن کو ناظم بنایا گیا وہ feudals تھے، وہ industrialists تھے، وہ political elite family سے تعلق رکھتے تھے جن کو اس لوکل گورنمنٹ سسٹم نے مزید strengthen کیا اور ایک ا ہم بات جو لوکل

گورنمنٹ سسٹم کے حوالے سے کی جاتی ہے جو اس کو support کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم لانے کا جو ایک اہم objective تھا وہ یہ تھا کہ local government systemکے ذریعے مقامی سطح پر civic facilities provide کرنا تھا اور لوگوں کو access to basic development needs کو priority basis پر حل کرنا تھا۔ پاکستان میں political administrative system pre Musharraf regime سے پہلے چل رہا تھا تو وہ competent bureaucracy ہمارے جو ڈپٹی کمشنرز ہوتے تھے یا جو old management یا adminstration ہوتی تھی وہ چلاتے تھے مگر یہ ناظمین کو لا کر، ناظمین سے یہ ہوا کہ خاص طور پر سندھ کے case میں تو یہ ہوا کہ even کافی ایسے اضلاع تھے جس طرح ضلع حیدر آباد تھا اس کو توڑا گیا ہے۔ جن میں سے حیدر آباد میں سے مزید تین اضلاع کو بنایا گیا ہے جس کا مقصد، under line objective یہی تھا کہ وہاں کے جو local political elites تھے ان کو accommodate کرنا تھا۔ اس طرح اور بھی interior Sindh کے اضلاع تھے جن میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہاں کی local elite کو ہی accommodate کیا گیا۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کومقامی سطح پر civic amenities کو لوگوں کی عام رسائی تک پہنچانے کا مقصد نہیں تھا مگر وہاں پر مشرف صاحب نے لوکل حکومت کے ذریعے اپنے interest کو serve کرنے کی بھر پور کوشش کی۔

اس کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ local governmentبڑی democraticship لے کر آیا اور نچلی سطح پر لوگوں نے participation کی ۔ عورتوں کو شمولیت ملی۔ میرے personal experiences ہیں میں نے women empowerment کے حوالے سے آغا خان یونیورسٹی کے مختلف projects میں میں نے کا م کیا تو وہاں پر میرے experiences ہیں کہ مقامی حکومت میں جہاں پر یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کی اتنی نمائندگی ہوئی۔ جس طرح جدون بھائی نے کہا کہ implementation میں تو اتنے flaws تھے کہنے کی حد تک تو 33% عورتوں کو وہ لے کر آئے مگر ان کی شمولیت اس حد تک ہوتی تھی کہ ان female councilorsکی جگہ پر ان کے husbands یا brothers کونسل میں شرکت کرتے تھے۔ کہنے کی حد تک تو این آر بی کی جو ٹیم تھی وہ کہہ رہی تھی کہ یہ بڑی shiftلے کر آئے ہیں مگر in true spiritان کی implementation پر کوئی دھیان نہیں دیا جا رہا تھا۔ سب سے پہلے جو اتنے بڑے level پر مرکز سے directly funds جس طرح میں نے پہلے بھی کہا کہ parallel system of government جہاں اس ملک میں provincial autonomy کی بات چل رہی ہے وہاں پر local government system کے ذریعے districts کو autonomy دینا صوبائی گورنمنٹ کی نفی تھی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ صوبے پورے مشرف regime کے جو سال تھے ان میں یہ provincial autonomy نہ ملنے سے آج بلوچستان میں کیا صورت حال ہے۔ سندھ میں لوکل گورنمنٹ آنے کی وجہ سے جو اندرونی conflicts ہوئے between MQM and other stakeholders like PPP تو آج بھی سندھ حکومت اتنی مجبور ہے کہ باقی تین صوبوں میں کمشنری نظام لاگو ہونے جا رہا ہے بلکہ پنجاب میں، این ڈبلیو ایف پی میں وہ کسی حد تک to the large extent کہہ رہے ہیں کہ ہم local government Musharraf والے کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں مگر سندھ حکومت صرف ایم کیو ایم کی سٹی حکومت کی power hegemony کو ایم کیو ایم کی وجہ سے کچھ اس پر action نہیں لے رہی۔ وہ بہت confused ہے کہ آیا اس لوکل حکومت کو، سٹی سسٹم کو ختم کریں یا پرانا بحال کریں۔ اس سے یہ ہوا کہ ایک خاص طبقے کو فائدہ ہوا۔ میں نہیں سمجھ رہا کہ اس سے کوئی بڑے level پر democratic changes آئیں یا بڑی سطح پر کوئی بڑا devolution لے کر آئے اور اختیارات کی منتقلی ہوئی یا کوئی بڑی سطح پر municipal services پر کوئی تبدیلی آئی۔ آج بھی آپ سندھ کے interior towns میں چلے جائیں آپ کو مونسپل سروسز وہی ملیں گی جو دس، پندرہ سال پہلے تھیں۔ آپ کے ٹاؤن کی حالت وہی ہے ۔

دیکھیں کراچی میں مرکز کی طرف سےضلعی گورنمنٹ کو کروڑوں روپے کے funds دیئے گئے وہاں پر نئے cardiac centers تو بنائے جا رہے ہیں مگر وہاں کے slum areas میں آج بھی وہی حالت ہے کہ وہاں پر health centers تباہ ہو رہے ہیں۔ بندہ کچی آبادی میں جا نہیں سکتا۔ Funds کی utilization کہاں پر ہوئی ہے۔ تبدیلی کہاں پر آئی ہے۔ یہ بڑا سوال جو local system کے reforms سے پوچھا جا سکتا ہے ۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ ۔ نیاز صاحب۔

جناب نیاز مصطفٰی: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب نیاز مصطفٰی: محترمہ سپیکر صاحبہ! اگر اس کو order of the day میں observe کیا جائے کہ دوسری اور تیسری جو Resolutions آئی ہے یہ self-contradictory ہے۔ ایک میں حکومت کی طرف سے یہ آرہا ہے کہ اس لوکل سسٹم کو ختم کر دیا جائے۔ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ current local system کو تبدیل کر دیا جائے یا اس میں بہتری لائی جائے اور دوسرے میں لکھا ہوا ہے ضمیر ملک صاحب کی طرف سے کہ opinion that the upcoming local government elections should not be conducted on party bases.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: نیاز مصطفٰی صاحب! اگر آپ نے انصار صاحب کی بات سنی ہوتی تو just shortly after reading out the resolution and explaining it he said کہ یہ individuals کی opinions ہے اور اس میں پارٹی کا consensus شامل نہیں ہے۔

جناب نیاز مصطفٰی: یہ تو ایک بندے کا خیال ہے۔

Madam Deputy Speaker: I think the Prime Minister will elaborate on this.

جناب نیاز مصطفٰی: ملک کے سسٹم کے بارے میں بات ہو رہی ہے private affair کیسے ہو سکتا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: یہ private affair نہیں، آپ تشریف رکھیں، بات کو غور سے سنیے، ہم نے یہ کہا ہے کہ یہ اپنے personal different opinions ہیں۔

جناب احمد علی بابر: محترمہ سپیکر! نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے یہ spirit سامنے آئی ہے کہ critic by criticکی جا رہی ہے اور جس طرح جدون صاحب نے اس بات کو elaborate کیا تو یہ بات نہایت appreciableہے کہ کوئی چیز آتی ہے اس کا مقصد کسی خاص پارٹی کی hegemony کسی دوسری پارٹی پر مسلط کرنا نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد ایک debate generate کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ ہر side کے point of views سامنے آسکیں۔ یہاں پر اتنے capable ممبران موجود ہیں ہر بندے کے پاس different set of ideas ہیں تو وہ سننا ضروری ہوتا ہے جس طرح ہم نے جدون صاحب کو سنا، رفیق وسان صاحب کو سنا، اس طرح critic by critic کرنا میرے خیال میں جمہوری رویوں کے خلاف ہے اور اس کو اب بند ہونا چاہیے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب نیاز محمد صاحب۔

جناب نیاز محمد: بہت شکریہ محترمہ سپیکر۔ میں ذاتی طور پر اس قرداد سے مکمل طور پر متفق ہوں۔ بہت اچھی قراداد آئی ہے۔ لوکل گورنمنٹ سسٹم واقعی ہمارے سیاسی نظام سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ پہلے صرف ایم پی اے اور ایم این اے کے الیکشن کے دوران قتل و غارت گری اور دنگا فساد ہوتا تھا اب جب سے ناظمین سسٹم آیا ہے یہ قتل و غارت گری اور دنگا فساد ہمارے گھر گھر میں گھس آئے ہیں۔ اس کے علاوہ پورے کمیشنر اور ڈی ایم جی گروپ کے دیگر افسران پہلے انتہائی بااختیار ہوتے تھے۔ وہ رہنے والے کسی اور علاقے کے ہوتے تھے اور ان کی تعیناتی کسی دوسرے علاقے میں ہوتی تھی جس کی وجہ سے وہ پوری دیانت داری اور غیر جانبداری سے کام کرتے تھے جبکہ ناظمین ہمارے اپنے رشتے دار elect ہو کر آئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی غیرجانبداری پر حرف آتا ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے ریڑھی والوں کو ووٹ دے کر منتخب کروایا جو اختیارات دیکھ کر بے قابو ہوگیا اور اس نے corruption کی انتہا کردی۔ میری ذاتی رائے ہے کہ سابقہ کمیشنری نظام پورے اختیارات کے ساتھ بحال کیا جائے تاکہ ہمارے گھر کی دہلیز تک انصاف اور کام آسکیں۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی وقاص کوثر صاحب۔

جناب وقاص کوثر: شکریہ محترمہ سپیکر! سب سے پہلے تو میں نیاز صاحب اور رفیق صاحب کے حوالے سے کہوں گا کہ جو انہوں نے comments pass کئے اس حوالے سے میں ایک بات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ feudals تو آپ کی parliamentary forms of governance بھی ہیں۔ آپ کی پارلیمنٹ میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ ہمیں اس سسٹم کو بھی reverse کر دینا چاہیے۔ It is impossible. Local government system جو ایک devolution plan تھا ایک decentralization تھی اس حوالے سے اگر آپ دیکھیں کہ پوری دنیا میں کہیں بھی ایسا نظام حکومت نہیں ہے جو locals کے بغیر چل سکے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ it was a complete restructuring. حکومت نے اس میں massive investment کی local level پر اور آج ایک developing country اس پورے سسٹم کو topple down ہوتا ہوا afford کر ہی نہیں سکتا۔ جہاں تک کمیشنری سسٹم کی بات کی گئی تو آپ دیکھیں کہ governance کا ایک basic concept ہے کہ separation of judiciary from executive.اب کمیشنری نظام جو ڈپٹی کمیشنر تھے آپ کے جن کو mini king کہا جاتا تھا وہ ایک certain way of style تھی governanceکی یہاں پر لوگوں کو suppress کرنے لیے right from Britishers اور اس سسٹم میں آپ خود ہی دیکھیں کہ لوکل لوگوں کے مسائل ایک ڈی سی right from one province to another لوکل لوگوں کے مسائل نہیں سمجھ سکتا، وہ لوکل لوگ ہی حل کر سکتے ہیں۔ ہاں اس میں flaws ہو سکتے ہیں - اس میں structure discrepancies بھی ہیں اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جن میں ambiguities of rules بھی ہیں آپ کے rules of businessبھی clear نہیں ہیں۔ میری اس کے بارے میں جو personal suggestions ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ جو ناظم صاحب کا الیکشن ہوتا ہے وہ indirect ہونے کی بجائے اگر direct ہو جائے تو اس میں more transparency آئے گی۔ Systemاگر اچھا کام کر رہا ہے تو آج نہیں، کل نہیں it will evolve yourself اور اچھے طریقے سے کام کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر local governance system کے جو elected لوگ ہیں ان کو زیادہ تر ان کا focus زیادہ تر allocation ان کی development sector پر کام کرنے کی جگہ دی جائے ان کی development sector ہو instead of law and order تو اس سے بھی situation بہت زیادہ اچھی ہو سکتی ہے۔ Beside this provincial government آج کے زمانے میں آپ خود ہی دیکھیں کہ صوبے میں بہت بڑی حکومت ہے اور اس کے status quo کو definitelyاس نے challenge کیا کیونکہ it was impossible to get development right form the provincial governmentاور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے اختیارات کو کم نہیں تو ان کے area of influence کو کم کیا جائے اور ایک economic independence کے لیے میں تو یہ کہوں گا کہ district اور division level پر آپ لے جائیں تاکہ آپ economic لحاظ سے independent ہو جائیں۔

اس کے علاوہ National Reconstruction Bureauنے جو ناظمیں کی training کا system شروع کیا ہوا ہے اس میں تھوڑا مسئلہ یہ ہے کہ mostly one weekکی training ہوتی ہے شاید ان کی but it is complexed phenomenon اور پاکستان جیسا ملک جہاں پر literacy rate کم ہے تو it could be more suitable for the countries which are very much developed.لیکن یہاں بھی یہ اس لحاظ سے suit کر سکتا ہے کہ اگر ناظمین کی اور elected لوگوں کی training کی جائے تو اس کو بہت اچھے طریقے سے آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ Latest survey میں یہ بات بھی ماننے والی ہے ، ہمیں دونوں sides دیکھنا چاہیے کہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم میں جتنے بھی governance کا form تھا ان کے annual development plans almost fail ہوئے ہیں۔ اس کی سب سے پہلی وجہ یہی تھی کہ وہ administrative inefficiency تھی بنیادی طور پر plan تو بن جاتے تھے لیکن اس پر implement کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا اگر تھے بھی تو وہ اس لحاظ سے inefficient تھے ۔

اب بیوروکریسی کی بات گئی ۔ آپ دیکھیں پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ آپ کی بیوروکریسی since from Britishers ایک weber machine model چل رہا ہے۔ آپ خود ہی دیکھیں کہ آپ کی اتنی بڑی hierarchy ہے کہ from right from the Federal Secretary to section officer بھی دیکھا جائے تو آپ ایک چھوٹی سی رپورٹ یا ایک چھوٹے سے plan کو منظور کروانا چاہتے ہیں تو میڈم سپیکر! سب سے پہلے تو اس پر paper under consideration لکھا جاتا ہے۔ At the end of the day جب کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس کو please discuss کر کے ایک لمبا طریقہ کر لیا جاتا ہے اور جو اتنا لمبا وقت لیتا ہے اور وہ بھی rules of business کو

فائل پہنچتے ہوئے ایک زمانہ right form the section officer to Federal Secretary کیا جاتا ہے follow لگ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ elected لوگ بھی نہیں ہوتے۔ میرے خیال میں آپ law and order DCO کو دے دیں اور جو development sector ہے وہ ناظیمن کو دے دیں اور elected لوگوں کو دے دیں اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں womenکی emancipation بھی ہوئی اور empowerment بھی ہوئی ہے لیکن آج کے current زمانے میں اگر آپ یہ کہیں کہ آپ local governance کے بغیر چلیں گے تو it is some thing impossible.

جناب فرخ جدون : محترمہ point of order ہے اگر آپ اجازت دیں۔

محترمہ ڈپٹی چیئرمین: جی فرخ جدون صاحب۔

جناب فرخ جدون: محترمہ ایک بہت بڑی confusion ہے جو شاید ہی کچھ لوگوں کو اس کے بارے میں idea ہو۔ Separation of power کی بات جب بھی کی جاتی ہے تو یہ بتایا جاتا ہے کہ local government 2001 کے بعد separation of power ہوئیں judiciary and executive میں۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے ، 1997 میں سجاد علی شاہ صاحب جو چیف جسٹس تھے اس وقت ،انہوں نےفیصلہ کیا تھا کہ judiciary کو اس سے الگ کیا جائے گا۔ CRPC شاید اس کی جو 37th amendment ہے 1997 کی۔ اگر آپ اسے پڑھیں تو انہوں نے باقاعدہ اس کے اندر لکھا ہوا ہے کہ judiciary executive سے الگ ہوگی۔ ایک تو یہ بات ہے کہ یہ 2001 میں نہیں ہوئی تھی، یہ اس سے پہلے ہو چکی تھی۔ اب یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا، اگر devolution plan کو آپ ختم بھی کر دیں گے DMG کے پاس اگر دوبارہ پرانی powers آجائیں گی جو 1997 سے پہلے تھیں۔ دوسری بات میرے وقاص بھائی نے بہت اچھی کی کہ ناظم کے direct election ناظم کے ہونے چاہیں ۔ یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے اس کا ایک بہت بڑا flaw جس نے ملک کے ساتھ کھلواڑ کیا، جس کا خمیازہ ہم ابھی تک بھگت رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس نے فاٹا کے اندر جا کر malki system کو ختم کر دیا۔ وہاں پر آپ نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروائے، وہاں پر پہلے ملکی سٹم چل رہا تھا وہ لوگ اپنے tribe کا ایک ملک بناتے تھے اور اس کی وہ پیروی کرتے تھے ۔ جبکہ ضلع ناظم ، ان کا تو ضلع ہے ہی نہیں ان کی تو ایجنسی ہے کوئی اس طرح کے یونین کونسل کے ناظم وغیرہ آئے انہوں نے وہاں پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی۔ جب پولیٹیکل ایجنٹ ملک کو بلاتا تو ملک اس کے پاس نہیں آتے۔ ملک اسے کہتے کہ آپ نے یونین کونسل یا تحصیل یا جو سب ڈویژن ہے جس کا ناظم ہے آپ انہیں بلا کر ان سے آپ information لو۔ جب maliki system ختم ہوا تو وہاں پر ایک leadership vacuum پیدا ہوا۔ جب leadership vacuum پیدا ہوا تو اس کو cover کرنے کے لیے آپ کے پاس طالبان آگئے۔ طالبان نے آکر اس leadership vacuum کو ختم کیا اور آج دیکھ لیں ان ایجنسیوں کی حالت کیا ہے۔ یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے یہ بہت اچھا سسٹم ہے اس کے اندر آپ تھوڑی بہت amendments کریں اور اسے پورے ملک میں لے کر آئیں۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

Mr. Waqas Kauser: Madam Speaker, just a point of clarification.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔

جناب وقاص کوثر: محترمہ سپیکر! میں جدون صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آرڈر کے بعد کیا ڈی سی، ڈی سی او ہوگئے تھے، کیا 1997 میں ان سے magisterial powers لی گئی تھی؟

جناب فرخ جدون: میڈم ایک کمیٹی بنا دی گئی تھی جسے یہ سونپ دیا گیا تھا کہ آپ کا جو آرڈر نمبر شاید 37 ہے اگر میں صحیح ہوں تو اس کے اوپر کام کرے اور DCOs کو یہ بتائے کہ یار اب آپ کی یہ یہ powers ہونگی۔ اب یہ کام ہو ہی رہا تھا کہ 1999 کا system topple down ہوگیا بارہ اکتوبر کے بعد۔ اس کے بعد DCs کے پاس وقتی طور پر powers کا ہونا ضروری تھا اس کمیٹی کو کہا گیا کہ آپ اپنی رپورٹ کو یہیں پر روک دو، آپ نے کام نہیں کرنا۔ اس کمیٹی کے اندر پی ایم ایل (ن) کے لوگ موجود تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آپ کام کو

روک دو اس کے بعد2001 جب دانیال عزیز صاحب یہ ساری بات سامنے لے کر آئے اس کے اندر آکر یہ بالکل الگ کر دی گئی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی محسن سعید صاحب۔

جناب محسن سعید : میں اس نظام کو بالکل repeal کرنے کی بات تو نہیں کروں گا۔ اس میں مزید اصلاحات کی میں بات کرنا چاہوں گا۔وسان صاحب کے لیے عرض ہے کہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اپنا جو ناظم ہے وہ کسی صحیح شخص کو ووٹ دیتے جو ان کے علاقے میں ترقیاتی کام کرواتا۔ آپ یقین جانیے جہاں پر میں رہتا ہوں وہاں پر اس سسٹم کے آنے کے بعد اتنا زیادہ کام ہوا ہے کہ پاکستان کی پوری تاریخ میں نہیں ہوا، حتٰی کہ تین تین فٹ کی گلیاں ہیں وہاں پر بھی street lights لگی ہوئی ہیں۔ کوڑا کرکٹ اٹھانے کا بھی پورا نظام چل رہا ہے یہ اس ناظم صاحب نے شروع کیا ہے۔

میرے پاس کچھ اصلاحات ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ سب سے چاہوں گا کہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے اس کو سیاست میں ملوث نہ کیا جائے۔ اس کا جو خالص مقصد ہونا چاہیے وہ اپنے اپنے علاقے کی تعمیر و ترقی کا مقصد ہونا چاہیے۔ دوسرا جو صوبائی حکومت ہے اور جو صوبائی اسمبلیاں ہیں ان کو مقامی حکومت کے نظام کے بارے میں اعتماد میں لیا جانا چاہیے۔ پولیس کو ضلع ناظم کے تحت کیا گیا ہے۔ اس بات کو ensure کیا جانا چاہیے کہ جو پولیس ہے اس کا غلط استعمال نہ کیا اس کا سیاسی استعمال نہ کیا جائے۔ صوبائی حکومتوں کے پاس ضلعی حکومتوں کو ہدایات دینے کے کافی زیادہ اختیارات ہیں تاہم جو ضلعی نظام کا monitoring system ہے اس کو اور زیادہ بہتر اور موثر کیا جائے۔ اس کے علاوہ جو ایک اہم ترین اس میں مسئلہ آتا ہے وہ یہ ہے کہ جو صوبائی حکومت اور ضلعی حکومت ہے ان میں تنازعات کئی دفعہ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کا جو کمیشن بنایا گیا تھا ان کو بہتر طور پر موثر کیا جائے۔

آخر میں یہ suggestion دینا چاہوں گا کہ جو ضلعی حکومتوں کے audit کے نظام کو صاف اور شفاف نظام حکومت کو بنانا چاہیے تاکہ funds کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔

جناب محمد ایصام رحمانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی ۔

جناب ایصام رحمانی: پہلے تو میں اس ہاؤس کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ کل کی جو بارہ مئی کی عام تعطیل کی جو resolution ہم نے یہاں پر پاس کی تھی اس کے بعد سندھ حکومت نے بارہ مئی کو عام تعطیل کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ میڈم سپیکر! اس حوالے سے میں تھوڑا سا بتانا چاہ رہا ہوں کہ from the place I come, سندھ میں لوکل گورنمنٹ کے آنے سے devolution of power بھی آگیا ہے اور the gap between the people has been narrowed down. جو leadership اور لوگوں کے درمیان جو gap تھا وہ بہت narrow down ہوگیا ہے۔ ایک اور information میں یہاں پر share کرنا چاہتا ہوں کہ out of 102 Nazims, 14 had a pervious history of being related with politics, other than that the rest were not related in politics. So, there is a difference over here. اب ہم لوگ متواتر جاگیرداروں کو power دیتے رہیں گے تو ہمارے پاس کیا ہوگا۔ اس سے کیا ہو رہا ہے کہ یہ جو young nazims ہیں اس سے ہمارے اپنے ملک کے resources سے ہو رہے ہیں۔ جو پانی کی لائن پھٹ جاتی تھی جو پندرہ پندرہ دن تک مرمت نہیں ہوتی تھی وہ اس لوکل گورنمنٹ کے آنے کی وجہ سے within hours مرمت ہو جاتی ہے۔ میں چاہوں گا کہ بلیو پارٹی کی طرف سے ضمیر ملک صاحب جو Education Minister ہیں ان کا اس میں بہت informative knowledge ہے۔ He is educated about this میں چاہوں گا کہ وہ اگر اپنے views share کر لیں ہمارے ساتھ تو بہت اچھا ہو جائے گا۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We acknowledge the presence of our honorable guest Mr. Dinal Aziz. He is here to address the Youth Parliament. Thank you very much for coming in, sir. Honorable Ahmed Noor.

جناب احمد نور۔ شکریہ میڈم سپیکر۔ میں جدون صاحب سے agree کرتا ہوں کہ اس لوکل گورنمنٹ سسٹم جتنے بھی آئے ہیں ان کے objective ٹھیک تھے لیکن result کچھ ٹھیک نہیں نکلے۔ محترمہ سپیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ British Imperial راج کو legitimize کرنے کے لیے British نے بھی یہ local government کا experiment کیا تھا ۔ اس کے بعد جنرل ایوب خان نے بھی کیا تھا۔ اس کے ذریعے انہوں نے 1962 کے صدارتی الیکشن میں بہت دھاندلی سے کام لیا اور اس کو اپنے مفاد کے لیے as a tool use کیا۔ اس کے بعد ضیاء الحق نے بھی اس طرح کیا اور جنرل مشرف نے 2002 Elections میں کس طرح اس کو اپنے آپ کو legitimize کرنے کی کوشش کی اس گورنمنٹ کے سسٹم پر۔ لوکل گورنمنٹ سسٹم ایک fact ہے ایک حقیقت ہے اور لوگوں کی prosperity development کے لیے بہت ضروری ہے لیکن اس کی implementation پر steps لینے چاہیے کہ اس کو ٹھیک طریقے سے implement کیا جائے۔ اس کے جو basic objectives ہیں ان کو ہم بالکل discard نہیں کر سکتے۔ ہر حکومت میں یہ لوکل گورنمنٹ کا concept موجود ہے۔ یہ جمہوریت کا ایک basic essence ہے کہ power کو مقامی سطح پر منتقل کیا جائے لیکن ہمارے ملک کا problem یہی تھا کہ یہاں پر جتنے بھی dictator آئے اور جنہوں نے اس tool کو استعمال کیا اس نے صرف اپنے مفاد کے لیے اس کو استعمال کیا نہ کہ لوگوں کے لیے۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے میں تو یہ suggest کروں گا کہ اس resolution کو structure کو اور wording کو تبدیل کیا جائے۔ اس کو اس base پر لایا جائے کہ this House is of the opinion that local government ordinance 2002 should be placed before each provincial assembly for review and decentralization process should be from federal to local level. میڈم سپیکر! اگر ہم ہر صوبے کو 2002 کے Ordinance کو ہم سامنے رکھیں کہ اس میں کیا کیا ہے اور اس کو review کیا جائے اور اس موجودہ سسٹم میں یہ ہے کہ centralization وہ صوبوں اور لوکل حکومت کے درمیان ہے۔ مرکزی حکومت سے لے کر local level تک decentralization process ہونا چاہیے۔ یہ جو resolution پیش کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ overriding and interfacing with the federal and provincial levels of management. تو میڈم سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ نے کبھی بھی مرکزی حکومت میں interfacing نہیں کی۔ اس کے لیے مسائل پیدا نہیں کئے اگر مسائل پیدا کئے ہیں تو صوبائی level پر political leadership کے لیے problem create کرنے کے لیے as a tool use کیا گیا تو اس کو اگر اسی wording میں پیش کیا جائے تو ٹھیک رہے گا۔ شکریہ محترمہ سپیکر!

Madam Deputy Speaker: I would like to ask the Leader of the House to develop the consensus of the House as for what he is trying to show. Do you want to amend the resolution? O.K. Meanwhile honorable Fawad Zia.

جناب فواد ضیا: شکریہ میڈم سپیکر! چونکہ وقت بہت کم ہے میں جلدی سے اپنی بات کو wind up کروں گا۔ جن میرے colleagues نے لوکل گورنمنٹ سسٹم کی حمایت کی اور جو اصلاحات پیش کیں میں بھی دل سے ان کی حمایت کرتا ہوں۔ میں کچھ elaborate کرنا چاہوں گا کہ جس طرح prevailing situation میں ہمارے بعض ایم پی اے اور ایم این اے حضرات تک عوام کو رسائی حاصل نہیں ہوتی اور کچھ تو ملک سے باہر بیٹھے ہوتے ہیں، کچھ اپنے شہروں کو چھوڑ کر۔ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم وہ واحد سسٹم ہے جس کے ذریعے ہر گلی محلے میں کم از کم کونسلر تک کی رسائل ہر عام شہری کو حاصل ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے معاشرے میں political vigilance اجاگر ہوئی جس کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ checks and balances کا role ادا کر رہا ہے۔

تیسرا یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں کچھ ہے میں اس Resolution سے partially agree کروں گا کہ management issues ہیں کیوں issue ہے کیونکہ یہ سسٹم ابھی اتنا mature نہیں تھا جس وجہ سے پولیس کو جب بھی کوئی issue پیش آتا تھا تو وہ issue resolve کرنے کے لیے پولیس اپنے orders کے لیے یا تو ناظم آفس کو دیکھتی تھی کیونکہ commissioner تو ویسے ہی ختم ہو گئے تھے تو وہ عجیب سے ابہام کا شکار رہتی تھی جس کی وجہ سے عام شہریوں کو مشکل ہوتی تھی۔ لیکن کچھ اس طرح کی practices کو لے کر ہم اس سسٹم

کو برا نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا اس سسٹم کو بالکل نافذ ہونا چاہیے اور یہ good governance کے لیے decentralization of power کی جو ایک شق ہے یہ اس کی حمایت میں ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی انصار صاحب۔

جناب انصار حسین: شکریہ میڈم، ہم claim کرتے ہیں کہ پاکستان ایک federation ہے اور نچلی سطح تک طاقت کی جو منتقلی ہے یہ سارے federation کے basic requites ہیں لیکن ہم نے ground realities کو بھی دیکھنا ہے کہ کیا ہم اس کو پاکستان جیسے ملک میں implement کر سکتے ہیں۔ ہم جب local government system کی بات کرتے ہیں تو ہم ان civil servants کو ناظمین کے ساتھ replace کر رہے ہیں جو سولہ سال محنت کر کے ایک thorough competitive exam کے process سے گزر کر آتے ہیں اور جو پاکستان میں ناظم وغیرہ جتنے پڑھے لکھے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہے۔ ہم نے اس کو اچھا خاصا experience بھی کر لیا ہے۔ جب ہم اس bureaucracy کوکم پڑھے لکھے ناظمین کے ساتھ replace کریں گے تو ایک تو ان میں lack of coordination ہوگی کیونکہ وہ bureaucracy اس کو accept نہیں کریں گی۔ دوسرا یہ کہ یہ اچھی بات ہے ہونا چاہیے لیکن اس کے لیے ہمیں ground بنانا چاہیے پاکستانی عوام کو پہلے educate کریں جب آپ requisites پوری کرتے ہیں تب اس کو implement کیا جانا چاہیے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی جی۔

جناب فواد ضیا: میڈم سپیکر! میرے colleague نے یہ elaborate کیا کہ پاکستان ایک federation ہے اور موجودہ حالات اس کی حمایت میں نہیں جاتے تو میں کہنا چاہوں گا کہ یہ federation جب آئین بنا، میں ذوالفقار علی بھٹو کو father of the Constitution جب 1973 میں آئین بنا تھا تو یہ بات طے پائی تھی کہ concurrent legislative list دس سال میں ختم ہو جائے گی اور صوبوں کو ان کے حقوق دیئے جائیں گے لیکن صوبوں کو ان کے حقوق نہیں دیئے گئے لہٰذا کم سے کم عام شہری کے اندر ایک sense of vigilance اور sense of power develop کرنے کے لیے یہ سسٹم نہایت ضروری ہے کیونکہ صوبوں کو ان کے حقوق نہیں دیئے گئے۔

جناب احمد نور : پوائنٹ آف آرڈر۔

Madam Deputy Speaker: Ahmed Noor sahib, we have to wind it up. We do not have time. Do I have the amended Resolution? Is it approved by the House?

جناب وقاص اسلم رانا: میڈم سپیکر! آپ کی اجازت سے
if I could read out the amended Resolution.

Madam Deputy Speaker: Yes.

Mr. Waqas Aslam Rana: This House is of the opinion that the Local Government Ordinance 2001 should be presented before provincial assemblies for review and decentralization should be from federal to local level. This is the amended text.

Madam Deputy Speaker: Can you please provide this to the Secretariat? Now I put the Resolution to the House. It has been moved that this House is of the opinion that Local Government Ordinance 2001 should be presented before provincial Assemblies for review and decentralization should be formed from federal to local level.

(The Motion was negatived.)

Madam Deputy Speaker: Can we have a head count. I would request the Secretariat to please count the people. Who are in favour of the Resolution, they must stand up.

(The Motion was again negatrived.)

Madam Deputy Speaker: The Resolution is not adopted.

جناب وقاص اسلم رانا: میڈم! اس میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو ووٹ نہ دینا چاہیں گے اگر آپ ان کے بھی head count کر لیں تو بہتر ہوگا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: This is not the way the Parliament works. Before I request the honorable Speaker, Mr. Dinal Aziz to come here and address the Youth Parliament, we would just like to give brief details of what he has done. Mr. Danial Aziz Chaudhry, a businessman and an agriculturist by profession, holds an undergraduate degree in environment from Bostan University, USA and M.A. degree in Economics from the same institution. In addition he has attended courses in Political, Economics and Environmental Affairs in Germany, Indonesia and Japan. Mr. Danial Aziz has an accomplished political careers spanning over a length of now 18 years. Starting off his an independent elected representative for the District Council in Narowal in 1991. He was elected to the National Assembly in 1997 as an independent candidate and in 2002 on a PML(Q) ticket and was the member of the National Assembly's Standing Committee on Foreign Affairs, Information and Broadcasting and on Planning and Development. Some of his key points have included Chairmanship of both the forums of Ministers on Social Development of Asia, UNESCO and the National Reconstruction Bureau of Pakistan. Currently he is the Principal Advisor to the Governance Institutions Network International and Pakistan and the Chairman of the Board of Directors of the Devolution Trust for Community Empowerment in Islamabad. Mr. Danial Aziz Chaudhry was awarded the تمغہ امتیاز for meritorious public service to the devolution plan. Sir, we could be honoured if you kindly come and address us.

(Desk thumping)

Mr. Daniyal Aziz Chaudhary: بسم اللہ الرحمن الرحیم Honourable Parliamentarians, Madam Speaker, ladies and gentlemen of the Press. It is a great honour for me to be here today and I like to thank the auspices of the Youth Parliament for considering me to speak. Since, it is my understanding that you are in a learning mode with regards to the process and procedure of Parliament, you should also know that strictly in accordance with the rules, I would not be able to be here speaking too today because I would be considered a stranger in the House but I think since there is some laxity in the mode that you are applying, probably I have been allowed but just as a mental note only the members of the Parliament are allowed to be on the floor of the House.

اگر میں آپ کو address کر رہا ہوتا تو وہ کسی کمیٹی روم میں یاپارلیمنٹ کے باہر by special invitation of the Speaker address کر رہا ہوتا۔

In any case, I think, I could not have entered at a better time because naturally, I think people are in favour of Local Government in the Youth Parliament have taken the Resolution by storm and they have decided to not be of the opinion that their law should

be placed before the Provincial Assemblies for review. To my mind what that means is that essentially the way the system is designed, more people are in favour of accepting it that way rather than having it changed. So, that is a good time for me to enter considering. I had a lot to do with the design and implementation of the Local Government Plan as well as the Police Order. But also while hearing the last part of your debate on the Resolution, the issue of provincial autonomy has cropped up and mentioned several times in juxtaposition to empowering the people at the local level. And even though I have designed the top differently, I think really it is a very important starting point because the issue of provincial autonomy is the telltale sign of why the resistance to implementing those things which are agreed at the political level i.e. in the Constitution by consensus, why they do not get implemented? The reason I like to elaborate a little bit on that is because similarly the devolution plan has suffered from lack of implementation whether that is the Police Order or that is the Local Government Ordinance or the other assorted consequential legislation. And so the question is that in case of the Constitution which is the supreme law of the land, if that can be avoided from being implemented, then the devolution plan and its implementation is something that comes at a much lower level in terms of being able to obstruct that or delay that. So, this begs the question then what are those forces that are opposing these kinds of reform initiatives that take place at the political level to come forward. In case of the provincial autonomy, I just like to point out that at independence Pakistan's political development had been much more of a movement rather than an organized mechanism of running the affairs of the government and that movement had successfully resulted in the creation of Pakistan but to move from a successful political movement to being able to create the institutional mechanisms and the process and procedure of governing that is a huge jump and especially at a time when the institutions that through which the governance is to took place where institutions that were largely alien. They have been transplanted into Pakistan rather than having been indigenously evolved from the local, cultural ethos or the folk law, the tribal customs, if you will. So, there has been a lot of study now globally on this effect because it is not something that just afflicts Pakistan. This is a problem in Nigeria, it is a problem in Kenya, it is a problem in Indonesia, it is a problem in Malaysia and in India. So, this sort of global health card that internationally recognizes that if a country has democratic dispensation, if the military is under civilian control, if there is a smooth transfer of power, if there is a market economy then essential you are on your way and rest will work itself out. This is the right direction and then you just have to keep doing that and things should in a matter of time work out. Well, to my mind, I have been studying this exact interpretation very carefully for number of years and that is also let me to go to visit with the largest democracy in the world, so called, across the border and in my professional role as the Chairman of the National Reconstruction Bureau, there was a huge amount of curiosity within the Indian establishment as to how Pakistan had exactly managed to shed this sort of shackles of the colonial system of administration at the local level without causing huge upheavals and you know, break downs and dislocations and strife. So, they had a very active program at the official level of studying, what Pakistan had done and how this had been achieved and that led to many exchanges going back and forth to assist them and understanding how this all happened. During that time, however though, they assisted in planning several visits to the field. I went to Keralla, I went to Travendum and visited

with the local government authorities there and in Chundigarh which is the Capital of two provinces including Punjab, I also went to address what were known as the Surpunches of the Punchaiti Raj. This is what the local government system is called in India. And after all the talks and the pictures and the fanfare was over, I requested the Deputy Chief Minister who was conducting me, her name was Miss Bhuttal, if it was possible that I could meet with some officials and she said absolutely it is no problem and she said whom would you like to meet with and I said that I would like to meet with the Deputy Superintendent of Police and Assistant Education Officer which is the level of Education Officer at the Tehsil level and the MS of the Local Tehsil Municipal Hospital and she was quite taken a back and asked me that Chaudhry sahib, why do not you like to meet some secretary of our Planning Department or the Minister of Health or IG of the Police? I said no, I just like to meet with these people and if possible we can have a close room so that it can be a frank discussion. And she said alright, if that is how you wanted. So, she clicked her finger and of course, they are very efficient and within few minutes we were in a small round-table setting in that hotel and there were the DSP of Police and MS of the Local Hospital and the Assistant Education Officer and a couple of MLAs, Members of the Legislative Assembly and Members of the Provincial Assembly had also been asked to accompany. So, as we sat down there were introductions and they said ask questions and start discussion. I asked the DSP, I said

کہ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہاں پر foot constable کی بھرتی کا rate کیا ہے۔ And he was immediately taken a back, you know, the enemy country's minister is asking such a sinister question اور وہ کافی پریشان ہو گیا، but this lady who was the Deputy Chief Minister, وہ بڑی دبنگ قسم کی عورت تھی ، انہوں نے کہا کہ آپ بولیں، ہم آپس میں ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور اگر آپ کہتے ہیں کہ تو پنجابی میں ہی پوچھ لیتے ہیں۔ He shyly sort of said that the rate is about five hundred thousand rupees and immediately the MLA and the MPA sitting around the table, they said کہ کبھی یہ لحاظ کرتے تھے کسی رشتہ داری کا یا کسی تعلق کا اب تو انہوں نے cold business بنا لیا ہے۔ یہ کسی کی بات ہی نہیں سنتے ہیں۔ تو سیدھا سیدھا یہ چھری پھیرتے ہیں۔ So, I was quite taken a back myself hearing such large amount. So, then the DSP mustered his courage and he said کہ اگر آپ برا نہ منائیں تو میں ایک سوال پوچھ سکتاہوں۔ And I said کہ ضرور پوچھیئے گا and he said کہ جی آپ یہ بتائیں کہ پاکستان میں foot constable کی بھرتی کا کیا rate ہے؟ میں تھوڑا evasive ہوا ، میں نے کہا کہ ابھی کا تو نہیں پتا لیکن 1997میں ، میں MNA' تھا اس وقت کوئی پچاس ہزار روپے تھا which is a fact and immediately in one voice all the people sitting around the table from the Indian side, they said کہ اسی پھر اپنے سارے منڈے پاکستان بھیج دینے آں۔ So, they immediately wanted to take advantage of that. Similarly I asked the MS of the local Tehsil Hospital that have you paid any consideration to get this posting, where you are currently posted? He was also, you know, shy and evasive and she again encouraged them that come on now we have already opened up, broken the ice now. Let us have it all out. He said, yes, and I said how much. He said, two crore rupees. I said, two crore rupees! and he said, yes. I said how can that humanly possible. He said, Oh, it is very easy. The monthly is 10 lack rupees. My posting is for two years. Twenty months I am going to give the department, four months, I am going to keep and rest the ambulance and house, and the electricity and the boverchi and all that stuff وہ سارا free ہے ۔ I said اگر آپ اس سے پہلے transfer ہو گئے تو پھر کیا بنے گا۔ اس نے کہا کہ نہیں، نہیں I can not be transferred before two years وہ ہمارے department کا rule ہے ۔ تو I had been spending about 8 or 10 years studying all of these

appointments, posting and transfer rules and all of that. They are the same. The codal system is same still. So, I did not recognize کہ یہ کون سے ruleکی بات کر رہا ہے۔ So, I requested him, I said can you tell me کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا یہ کون سا rule ہے۔ He immediately said that نہیں نہیں یہ وہ والے ruleنہیں ہے بلکہ یہ ہمارا اپنا ruleہے۔ I said کہ اگر آپ کا اپنا rule ہے تو پھر تو یہ چیز آپ کے خلافtransfer ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کمال کر رہے ہیں۔ اگر میرا transfer ہو گیا تو یہ سارا department بیٹھ جائے گا اور یہ کیسے چلے گا۔

So, what I am trying to point out to you, what I am trying to point out is that here is a country that has all of these sorts of these international best practice health cards at the global level. At the local level, it is completely a different story. So, what I am trying to say is that there is something else going on and this transplanted system of governance and how they relate to local folk law, local culture

ہمارے جو مقامی مراسم ہوتے ہیں یا رسم و رواج ہوتے ہیں، اس میں ایک بہت frictionہے کہ ہم کن چیزوں کو valueکرتے ہیں اور کس طرح سے prioritizeکرتے ہیں اور ethical, moral standardsہم کس طرح سے applyکرتے ہیں اور جو ایک alien implanted system ہے ، اس میں جو official requirementہےکہ کس طرح کا رسم و رواج ہونا چاہئیے ، کس طرح کے value systems ہونے چائیں ۔ وہ کیا requireکرتے ہیں کہ وہ ادارے جو ہیں، وہ پھل پھول سکیں اس فضا میں نہ کہ جو فضا ہے وہ ان کے خلاف ایک طاقت کے طور پر استعمال ہوتی رہے اور آہستہ آہستہ وہ تباہی کی طرف رواں ہو جائے۔

So, the point I am trying to make is that whether it is India, whether it is Pakistan or it is Nigeria or it is Kenyia, this post colonial condition is something that is very important and when we go out and get elected, the value systems, the ethical structures, the tribal configurations that we have to rely upon to activate, to swayed them towards ourselves. It is those values and that cultural and that رسم و رواج that we have to pander to but as soon as we get elected, we are expected to abide by whole different category of behavior codes, meritocracy and so on so forth. All of that is to be left behind. In this space is the governance conundrum? So, when I am taking about provincial autonomy, the forces which are trying to maintain their historical momentum of what is our formal or official system as juxtaposed to those forces that have to rely on traditional folk law or tribal custom or ہمارے مقامی جو رسم و رواج ہیں in order to get democratic recognition or election or get elected so that people rely on you. These are two different worlds and where they come together, is the friction of how we are trying to run the state. So when we look at this issue of provincial autonomy, that historical momentum has a lot of political connotation and I just want to point out one item on that and that is reform in the bureaucratic structure that took place in 1954 and again this is with relation and I coming back now, after that whole explanation to provincial autonomy. In 1954, the Government of Pakistan introduced a new basis for rules and these rules created a system whereby the posts of the provinces had to be filled by the federation. So, the officers of the Federal Government had to be recruited, they had to be trained by the Federal Government and then based on a sharing formula, certain posts were by name, for example, Chief Secretary, Inspector General of Police, Financial Commissioner etc, etc, key posts and then the below that there were percentages. In grade 18, 10% of the posts, in grade 17, 15% of the posts will be for the Federal Services. So, that did not use to be the system before that. In British India, the

requirement for having a relationship between the Federation and the provinces was established because the European Officers were used to have to come from Europe, get recruited in Europe and then be posted to the provinces. But once a European Officer was posted to the province, it is was extremely rare that he would then leave that province and come to the Federation as a matter of right during his career. And so it was a much more provincial oriented service. Meanwhile at the provincial level you also have the provincial service, known as the PCS, this is the general cadre of the provincial service and they have the Executive Branch and the Judicial Branch; two branches of that service. And so this relationship between the unitary structure of the bureaucracy coming down all the way to the Tehsil level as the Assistant Commissioner in the erstwhile system and then going to Deputy Commissioner and Commissioner, then Home Secretary, Chief Secretary and then on upward to Establishment Division. So, all of the promotions, prospects, the accumulation of the career record, the ACRs, the postings and transfers, the ability to recall, the ability to post out, this is all with the Federal Government, not with the provincial governments. So, later on certain innovations were made that the Chief Secretary or the IG will be only transferred in consultation with the Federal Government. But this all has been misused to a great extent. And so 1954, what were the reasons that were given in that agreement to usurp this provincial administrative space by the Federal Government. The reasons that were given were that the bureaucracy is the symbol of unity of the nation and this will provide for the integration of the Pakistani state. Essentially this was the meaning. So, that was the interpretation but also at partition, we had a huge influx of Muslims who had come from India to settle here and many of them had come to be placed in the services because Pakistan had a huge landmass, a massive population and very little bureaucratic ability. And so when these people came, migrated from India to Pakistan, many of them mound up in Karachi and that was the capital at that time and they were able to fill this void that Pakistan desperately needed in the military, in the civil affairs, in the judiciary and so and so forth. And often times, this rendition of the 1954 arrangement between the provinces and the Federation to which Baluchistan did not agree just as a point in history, was seen as a mechanism to be able to under this bureaucratic garb, I would say based on population ratio, is over populated by people who were Mahajirs who had come from India to create a super structure where they could be placed in each Tehsil across the country and in the Police Department, then known as the Civil Service of Pakistan, now known as the DMG and be easily applicable to the whole country. It was not as a means for better management. It was not as a means for more activation of the population to be able to hold the accountable the bureaucracy. It was not about to having a better democracy to function. It was about integration and unity of Pakistan and soon after that you saw that the difficulties started arising and finally Pakistan broke in the early 70s and we lost East Pakistan. Really, I think the whole reasoning for having that kind of an arrangement, actually dissolved itself when Pakistan spilt up because it did not provide for integration and it did not do a good job in terms of giving the country a unity and it still is about the people of Pakistan feeling unified with one another rather than some bureaucratic colonial controlled regime that pushing a button in Islamabad can make someone screams in Gwadar where it should be that somebody screams in Gwadar and a button get pushed in

Islamabad, it should be the other way round or somebody pushes a button in Kech or Turbat and somebody in Islamabad should scream and try to respond to that.

So this whole configuration of Government and the requirements of an elite that came with partition being topped down and unitary versus the Constitution which is federated, it is about the units and how the federation gets constructed. So at it is called, as my understanding and reading and study of history is, and its quite detailed on the administrative side, at it is called this is energy trying to maintain that control, not any more for the purposes of integration, we know that, not any more for the purposes of unification of Pakistan but for political reasons, along different lines and political lines, along more cultural or ethno religious or cast lines. So when say that in the 1973 Constitution, why is the resistance to allow in the provincial autonomy to take place. It is because of these arrangements in the civil structure and the supremacy of the colonial system of the civil structure at the district level that forces its ability to continue to absolve itself with impunity of violating the Constitution that is essential what it is. So, when set out to do this reform and we started dealing with the district level. This is not the first time this issue has arisen, it is well known, it has always been with and played Indian for two hundred years this issue and there is a beautiful history written on it by Professor Gilchirist from Kolkota who was a professor of political science in the Kolkota University, detailing out the whole transgression of this issue of how the Officers, king Model of governance of the colonial system versus a more democratic checks and balances system. So when we started and just to give an idea, the civil service of Pakistan was made the District Management Group, (DMG), why did that particular word get chosen? Why not the Divisional management group? Why not Provincial Management Group? Why not Federal Management Group? Why District Management Group? There was a reason behind that. There is documents, there is decision that this service is actually for the service of the people and that is at the district level, not at the Federal level but to various saving clauses and various mechanism, the separation of the executive and judiciary enshrined in Article 175, sub article 3 that means that the executive can not be a judge. So, the Deputy Commissioner as a Collector was a Revenue Officer but he was also a Magistrate under the CRPC. So, this is against Article 175 (3) that decision was clearly taken in 1996. But despite that they continue to hold that power at the District level and the Tehsil level.

So, point I am trying to make to you is not just to keep hollering about this between, you know, people at the provincial level in NWFP, whether that is ANP or in Balochistan or in Sindh, this is a Punjabi problem. It is not a Punjabi problem. I am Punjabi. I am telling you. I have tried to move forward on this and it has not been opposed by Punjabis. Once they understand everything that I am telling, they are saying that this is unfair.

Let us get on with it, what is the problem. Punjab is confident. We do not have any thing to lose, that historical structure since partition that has every thing to lose. And so in some ways, creating these district based government with a lot of autonomy and a lot of ability at the district level may some how alleviate that problem that we can go to the next stage, if you understand what I am saying. Without that we can keep screaming

provincial autonomy. If we say جی، چھوڑیں forget the district level, lets just deal with the Federal to provincial devolution. It will never happen because the forces are at the district level, who are maintaining this configuration or federation under the 1954, using the civil service and the non-democratic means to maintain this power based in this hierarchy. So, it has to be solved first at the district so that that comfort zone is there available and then one can say, okay, now we deal with Federal to Provincial and that is how, this whole process was undertaken.

In terms of the provincial autonomy, one of the things that the National Reconstruction Bureau had been promoting was the Provincial Executive Service. That the National Executive Service, the Provincial Executive Service and the District Service, these will be the three services and this service that comes down from the Federation to the Tehsil level, and then tries to protect that unitary bureaucracy when the Constitution is federated and then violates everything, that should stop happening and we faced huge opposition to that also. And that also was not necessary from Punjab alone. The idea that somebody who is recruited from interior Sindh or urban Sindh or Balochistan can get posted to Sialkot or Gujranwala or Lahore as a means to justify and enhance the sort of federation and unity of the country. This is all a fig leaf to hide behind it the real political understandings and the political motivations. So, when you talk about provincial autonomy, in the Constitution, I think, it is Article 240 and 241 that deal with the civil services and in that if you read Article 240, it says that there shall be a service for the affairs of the Federation and there shall be a service for the affairs of the province. These are determined by the Legislative List. And underneath that there is a little fine print; that is a saving clause, that until such time as these laws are made, all the existing rules and regulations and everything shall be saved and then when the law was made, i.e. the 1973 Civil Service Act and 1973 the Provincial Civil Service Act in that again there is a saving clause. That says that all the rules یعنی1954 کی جو arrangement ہے، وہ بھی preserved ہے تو this flies in the face of the Constitution completely and so what are the natural follow on affects of this. I will give you, in the case of Balochistan, one of our family elders is sitting here, belonging to Balochistan and my teacher and mentor of mine as well, that those posts which are reserved for the Federation now nobody wants to go to Balochistan from the Federation. The blue eyed boys you know who have come up with a lot of toddler and patronage come into the service, they don't want to serve in Balochistan due to severe dilapidated situation of law and order over there.

So they want to get posted in Lahore, Rawalpindi, Islamabad somewhere on this side of the Indus. You know, this is the broad thinking but because those posts are reserved for the Federation and those posts cannot be filled by Provincial Officers until they are released by the Establishment Division to fill these posts. So, what happening is that a grade-17 boy or probationer is filling a grade 20 post and those old people who have spent their lives in the service, twenty, thirty years in the Balochistan Provincial service, they are standing there hand in hand to this Johnny, who is, you Know, himself on training and doesn't know adamant the resentment and the anger is growing.
You can ایک کہاوت ہے کہ جب کوئی میز سے یا دستر خوان پر اپنی پلیٹ میں بہت زیادہ ڈال لیتا ہے تو باقی بھئی آپ خود بھر نہیں سک رہے ہیں تو spit in that so nobody can eat it. This is the attitude.

release them to the provinces. Let them filled them. Let them get their regular promotions. So, this whole issue of structure of the services is a fundamental starting point for understanding the issue of provincial autonomy and to take a very plain view, a prima facie view of saying

کہ یار آئین میں یہ لکھا ہوا ہے آپ اسے implement کریں ناں۔ تو یہ نہیں ہوا ہے 1973سے۔ یہ سوال ہم کیوں نہیںن پوچھتے کہ کیوں نہیں ہوا۔ اس میں momentum کیا ہے۔ momentum یہ ہے کہ جب میں گریڈ 17میں آتا ہوں اور پھر گریڈ 20 ,19 ,18میں تو پھر گریڈ 20کے بعد اگر میں نے promote ہونا ہے تو وہ provincial level پر posts ہی نہیں ہیں۔ تو میں نے naturally as a due course of my career path میں نے Federation میں جانا ہے اور federation میں departments کی اگر over bulging space نہیں ہوگی جو کہ provincial autonomy allow نہیں کرتی ہے کیونکہ اگر provincial autonomy ہو یعنی جیسے ابھی کوئی کہہ رہا تھا کہ Concurrent Legislative List delete ہو جائے یا Part Two of Federal Legislative List نافذ ہو جائے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ ضروری ہے Concurrent Legislative Listمیں اتنا کچھ ہے ہی نہیں ہے تو اس کے متعلقہ جو posts ہیں ، وہ بھی federation سے نیچے صوبوں میں جائیں گی۔ تو وہ پھر career path کدھر جا کر رکے گا۔ وہ تو بےچارہ کہیں گوجرانوالہ کے قریب ہی اٹک جائے گا ، وہ تو لاہور سے اسلام آباد تک پہنچ ہی نہیں پائے گا جب وہ گریڈ 21 یا 22 کا ہوگا۔ تو یہ momentums ہیں۔ ابھی آپ دیکھیں کہPart Two of Federal Legislative List اس میں وہ تمام متنازعہ issues ہیں جو کہ federation and provincesکے درمیان ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ پانی کا مسئلہ ہے۔ Oil and Gas کا issueہے، industries کا مسئلہ ہے، سٹیل ملز کا issue ہے، dams کا مسئلہ ہے۔ بجلی کا مسئلہ ہے، corporations کا مسئلہ ہے۔ یہ تمام چیزیں List Concurrent Legislative میں نہیں ہیں۔ یہ تمام چیزیں Part 2 of Federal Legislative Listمیں ہیں اور اس میں جو لفظ استعمال ہوئے ہیں کہ یہ Federal Legislative Listمیں ان معاملات کو چلانے کے لئے ان کا

supervision and control and planning, these are the three words which are used in the Constitution so the Council of the Common Interests is actually supposed to have a huge bureaucracy and that bureaucracy is supposed to run oil and gas, Wapda Ministry so on and so forth whatever it is.

نہ کہ وہ اس کا Federal Minister بھی ہو جو کہ supervision and control کر رہا ہے تو پھر یہ Council of Common Interests کیسے supervision and control کرے گی۔ یہ بھی ذرا بتا دیں۔ نہیں ہوسکتا نہ۔ پھر انہوں نے کیا کہ گدون امازئی میں جب یہ privatization ہوئی تو یہ issue باہر آگیا کیونکہ کسی نے جاکر کہا کہ جی privatization آپ کر نہیں سکتے جب تک Council of Common Interests نہیں کہے گی کہ یہ آپ privatization کر سکتے ہیں۔ Council of Common Interests form ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے Secretariat مین ایک Deputy Secretary بیٹھتے ہیں Establishment Division میں، ایک کمرہ ہے وہ بھی شاید bathroom کے size کا جہاں ایک Deputy Secretary بیٹھتا ہے، that is Council of Common Interests in Islamabad. تو جب یہ بات court میں گئی تو یہ گدون امازئی

case is a very famous case and Justice Ajmal Mian was the Chief Justice of Pakistan at that time and he gave a decision of the Court saying that the day to day affairs are not to be managed by the Council of Common Interests this interpretation flew in the face of the letter and the spirit of the Constitution agreed in 1973 but there is also a dissenting judgment by Justice Saleem Akhtar and those of you who are interested in Provincial autonomy, I would request you humbly as a elder brother and a friend please read that if you cant get copies I will give it to PILDAT read Justice Saleem Akhtar's dissenting judgment in that case it gives you a real interpretation of what the Constitution thought Pakistan should look like in 1973 and what it slowly became.

یہ issues ہیں provincial autonomy پر۔ جب میں نے آپ کی بحث سنی local government کے حوالے سے، مجھے انتہائی خوشی ہوئی کیونکہ تمام تر جو issue اخبارات میں، ٹی وی پر اور مختلف جو routine کے issues ہیں وہ آتے رہے ہیں، وہ آپ لوگوں نے خود ہی اس Resolution کے ناتے discuss کیے۔ میں اس میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہوں گا۔ میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ I don't

know how much time I have left. Madam Speaker usually do some may be ten minutes fifteen minutes.

اس میں میں صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جو devolution کے خلاف ایک lobby اس کے flaws کو point out کرتے ہوئے اس کی ناکامی کی جو وجوہات بیان کرتی ہے، وہ کوئی تقریباً 14 items ہیں، اس میں law and order ہے کی جی پولیس بے لگام ہوگئی ہے، ان پر کوئی check and balance نہیں رہا ہے اور یہ زیادتیاں کر رہی ہے اور اس کی وجہ سے society میں تباہی ہوگئی ہے۔ دوسرا ہے writ of the state کہ جو state کا control تھا اور جو fear factor پہلے موجود تھا، لوگوں کے ذہنوں میں state کا ڈر تھا وہ رفتہ رفتہ ہٹتا جا رہا ہے، یعنیٰ ڈنڈا کمزور پڑ گیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں جی کہ ساری price hike devolution کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ جی weights and measures کی تباہی ہوگئی ہے، adulteration of foods, pesticides and medicines اور مختلف چیزوں کی تباہی ہو گئی ہے، encroachments بہت بڑھ گئی ہیں اس قانون کے آنے کے بعد and crises management کا جو نظام ہے اس کی تباہی ہوگئی ہے اور اس کی مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں۔ اس طرح سے کرکے یہ 14 items کی list ہے تو ہم نے جمالی صاحب کی directions پر جو اس وقت وزیراعظم تھے ہم نے ان issues کو one by one investigate کیا کہ آیا واقعی اس design میں کوئی بہت بڑا flaw ہوگیا ہے جس کی وجہ سے پاکستان کو زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور بجائے اس کے کہ معاملات کو حل کی طرف یہ لے کر جائے یہ مزید ان پر مشکلات تھونپ رہا ہے۔ یہ کس لیے ہو رہا ہے؟ یہ کیا ہو رہا؟

So we went down and started looking at those issues. I just like to give you two examples because there is not a lot of time. For those of you who want more you know I will give my e-mail address here. You e-mail me I will send you the reports. One was the issue of crisis management and very ugly opportunity was given to this lobby, of this propaganda machine to highlight this and that was the October, 8th earthquake and everybody who is a retired bureaucrat from DMG started writing these long

عنایت اللہ صاحب ہیں، یہ شفقت محمود صاحب ہیں، یہ کنور ادریس صاحب جو Dawn میں لکھتے ہیں، یہ ایک پوری لابی ہے، یہ خان صاحب ہیں۔ these are all retired DMG Officers. So when you read that you have to read that with that in mind and they started saying کہ ستیاناس ہو گیا، بیڑا غرق ہو گیا، فلاں ہو گیا اور ڈھینگڑا ہو گیا، crisis management ہے اور devolution نہ ہوتا تو کیا کمال ہو جاتی تھی، جب ہم اس طرح تھے تو react کرتے تھے اور سینہ تان کر مشکلات کا مقابلہ کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ، without realizing کہ زلزلہ تو بھائی جان کشمیر میں آیا تھا اور وہاں تو devolution ہے ہی نہیں ۔ وہاں تو وہی بڑی سینے والے اور عقل مند اور دانشور جیسے بھائی صاحب کہ رہے تھے کہ پڑھے لکھے بیٹھے ہوئے ہیں، تو ادھر کیا حالات بنے۔ Earthquake تو اسلام آباد میں آیا جہاں کوئی ناظم نہیں ہے تو خود President کو ہتھوڑی پکڑ کر جانا پڑا کہ وہاں سے لوگوں کو نکالیں ، صرف ایک بلڈنگ متاثر ہوئی تھی ۔ خدانخواستہ کوئی دو چار گرگئی ہوتی تو پتا نہیں کہ انہوں نے کیا کرنا تھا۔ کدھر تھے وہ کمشنر صاحب، سوٹی پکڑ کر direction دیتے تھے، وہ کدھر رہ گئے، جو ناظم نہیں کر پایا اور حیرانگی کی بات ہے کہ شانگلہ، مانسہرہ ، ایبٹ آباد میں، جہاں settled districtsمیں جہاں devolution planتھا اور جہاں زلزلہ بھی آیا، وہاں اکتوبر 2008 تک الیکشن مکمل ہوئے دو دن ہوئے تھے نا کسی نے حلف اٹھایا تھا اور نہ کسی ناظم نے دفتر میں چارج لیا تھا ، وہاں administrator بیٹھے ہوئے تھے، جو پڑھے لکھے، عقلمند، محب وطن پاکستانی جنہوں نے یہ crisis managementکرنی تھی اور انہوں نے اتنا بڑا طوفان اٹھا دیا کہ جناب، devolution planیہ تباہی کا باعث بن گیا ہے، زیادتی ہو گئی ہے۔ بھائی! یہ اس وقت devolution کدھر تھا ؟ Look at the facts, it is all a joke. You can check these facts. Price hikeکی بات آ گئی ہے۔ جی price hike ساری devolutionکی وجہ سے ہے کیوں کہ judicial independenceبرقرار کی ہے لوکل گورنمنٹ پلان نے یعنی جو ڈپٹی کلکٹر تھا یا ڈپٹی کمشینر تھا یا اسسٹنٹ کمشینر تھا ، ان کے پاس جو میجسٹریٹ کے پاورز تھے ، جس میں وہ جج تھے، جن میں وہ تین سال تک سزا دے سکتے تھے ، fineکر سکتے تھے، وہ ان سے لے کر judiciary کو دے دئیے گئے کہ یہ آپ کی عدالت نہیں ہوگی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر میں میجسٹریٹ ہوں اورمیں ایگزیکٹو ہوں تو as a executive میرا function ہے کہ میں چالان کروں اور جس کا میں نے چالان کیا ہے ، مثال کے طور پر آپ پرائم منسٹر ہیں، تو میں نے بطور ایگزیکٹو آپ کا چالان کیا ہے تو پرائم منسٹر نے کہا کہ نہیں، میں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے اور یہ

میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے کہاں پیش ہونا ہے، میرے آگے، تو چالان بھی میں کروں اور judge, Jury and the hangmanاور پھر ان کی اپیل بھی میں ہی سنوں۔ یا میرا batch mate, Deputy Commissioner یا اس کا کوئی سینیئر ہے یا میرا dear sir اور بیڈمنٹن کورٹ ، جم خانہ کلب ، گالف وغیرہ کا ساتھی سنے گا۔ تو میں اسے فون کروں گا۔ تو یہ کہاں کا judicial independence ہے ۔ تو Judicial independenceہمیں سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کی حد تک چاہیے لیکن جہاں عام آدمی ہے ، وہاں ذرا ڈنڈا ہی چلنے دو، یہ ڈنڈے کو ہی سمجھتے ہیں۔ This is the culture. This is the state danda. It is an officer king model of governanceجس میں آپ کے rights at will سلب ہو سکتے ہیں جو کہ آئین میں دئے ہوئے ہیں۔ آپ کو چودہ دن کا ریمانڈ دے کر تھاتے میں چھترول کی جا سکتی ہے بغیر کسی وجہ نے اور یہ کون کر رہا ہے؟ یہ executive کر رہا ہے۔ اس کو writ of the state کہا جا رہا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ چونکہ ہمارے پاس یہ اختیارات ہمارے پاس نہیں ہیں کہ جب ہم بازار میں سے گزریں تو ہش ہش ہو جائے کہ سرکاری غنڈے آ گئے ہیں اور لوگ بات ماننی شروع ہو جائیں۔ تو اصل میں ہمارے implementation کا وہ mode تھا کہ ہم لوگوں کی جان نکالے ہوئے ہیں یہ نہیں کہ ان کو حقوق کا تعین کروا کر دیتے تھے جو کہ انصاف کے پیمانے پر ہو ۔ تو وہ ہمیں اختیار واپس دیں تو پھر ہم control کریں گے۔ Price Control System میں ایک بڑی خوبصورت چیز ہے کہ جہاں سے سارا process ہوتاہے ، اس کا نام ہے نرخ نامہ ۔ نرخ نامہ وہ official notification ہے state کی جو کہتی ہیں کہ price کیا ہوگی۔ اب اس official notificationکی خلاف ورزی ہو، اس کا violate کیا جائے تو offence بنتا ہے۔ پھر آپ کا چالان ہوتا ہے اور arrest ہوتے ہیں۔یہ cognizable offences ہیں تو جہاں سے سارا process شروع ہوتا ہے نرخ نامے سے ، ہم نے وہ study کیا کہ یہ جو devolution سے تین سال پہلے نرخ نامے تھے ، اور devolutionکے ساتھ ساتھ بعد میں کیا نرخ نامے تھے، ان کا ذرا گراف بنائیں ۔ کیونکہ enforcementکا mechanismتب آتاہے کہ نرخ نامہ پچیس روپے فی کلو کے حساب سے دودھ بتا رہا ہے۔ اور بازار میں ستر روپے فی کلو بک رہا ہے۔ تو پھر آپ کہیں گے کہ ان سب کو گرفتار کریں کیونکہ یہ violate کر رہے ہیں لیکن اگر نرخ نامہ ہی ستر روپے لکھا ہوا ہے اور بازار میں اکتھر روپے کے حساب سے بک رہا ہے تو پھر enforcement کی problem نہیں ہے، پھر problem کہیں اور ہے۔ لہذا ہم نے یہ نرخ نامے studyکرنے شروع کر دیے اور نرخ نامہ ---اشارہ کرتے ہوئے--- ایسے جا رہا ہے۔ اس میں 57 items ہوتے ہیں جنہیں essential items کہتے ہیں، جن کی price fix ہوتی ہے۔ ان میں essentially motorized vehiclesبھی ہیں، یہ ٹیوٹا کرولا کا دو لاکھ روپے آپ سارے لوگ own دیتے رہے ہیں، پچھلے چار پانچ سالوں سے، وہ بھی اس لسٹ میں شامل ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ نرخ نامے میں devolution کے ایک سال کے بعد تک 3% CPI (Consumer Price Index)تھی جسے head line inflation کہتے ہیں،

which was the lowest in the history of Pakistan, up till one year after devolution but then suddenly after that this phenomenon came, it started increasing. And so when we looked at the Nirkh Namas, we found that within the period of year and a half, the price of milk, let us say, had gone from 25 Rupees to 65 Rupees. I am just giving you an example. This is not necessary about this but this was the different. And what people were complaining about was not the difference has between 65 Rupees and 66 Rupees, they were complaining that why it gone from 26 to 65 and this through the Nirkh Nama because this was the date the state itself has agreed کہ یہ قیمت بنتی ہے تو یہ جو 25سے 65ہے ، اس کا کون جواب دہ ہے۔ کیا یہ devolutionکی ذمہ داری ہے؟ کیونکہ enforcementتو وہ ہے جو 65سے 66کے حساب سے بیچ رہا ہے، اس کو آپ پکڑ کر لے جاتے ہیں، arrestکرتے ہیں، جرمانہ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

اس لئے ہم نے جا کر یہ دیکھا کہ چلیں! یہ ایک data itemتو ہمارے پاس آ گیا۔ اب ہم جاکر مقامی سطح پر جا کر دیکھتے ہیں کہ آیا جو کہا جا رہا ہےکہ devolutionکی وجہ سے وہ تعلقات ہی نہیں رہے کہ جس کے تحت 1977کا Anti-hoarding اور Price Control Act جو ہے ، یہ حرکت میں آ سکتا ہے۔ اس کی enforcement, implementation,نہیں ہو رہا رہی ہے، اسے ذرا دیکھ لیتے ہیں۔ تو ہم local levelپر چلے گئے۔ اب interesting چیز یہ ہے کہ ہماری Bureaucracy کو figure fudge کرنے کی بڑی عادت پڑ گئی ہے، انہیں سفید جھوٹ میں کوئی گریز نہیں ہوتاہے۔ یہ گٹے جوڑ کر جھوٹ مارتے ہیں۔ سب اچھا ہے کہتے ہیں۔ توہم

نے کیا کیا؟ ہم نے بڑے innovative meansپیدا کئے جن سے ہم یہ مقامی سطح پر جا کر یہ پتا کروا سکیں کہ اصل حقائق کیا ہیں اور اس میں ہر تھانےمیں ایک رجسٹر(1) ہوتا ہے۔ رجسٹر 1میں جو بھی FIR درج ہوتی ہے، وہ اس میں شامل ہوتی ہے اور ہر FIR میں یہ بتایا جاتاہے کہ کون سے قانون اور کون سے sectionکے تحت یہ کارروائی کی جا رہی ہے، اس کیس جو Anti-hoarding or Price Control Actہے ، اس میں دفعہ 37ہے، جس کے تحت چالان اور گرفتاریاں ہوتی ہیں کہ آپ نے نرخ نامے کی violationکی ہے۔ لہٰذا ہم نے تھانے کے محرروں کو یہ کہا کہ آپ رجسٹر1میں سے devolutionسے تین سال کے پہلے اور تین سال devolutionکے بعد دفعہ 37کے تحت جتنی بھی کارروائی ہوئی ہے ، اس کا ہمیں data بھجوائیں۔ تو پاکستان میں 1280 تھانے ہیں، جو شاید تحریک انصاف والے آپ کو نہ بتا سکیں، یہ انصاف کرنے چلے ہیں اور انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ نیچے کیا ہو رہا ہے، تو ان میں سے ہم نے یہ سارا data منگوایا اور اس data میں جو FIRs کاٹی گئی ہیں، price violation کی، وہ ۔۔اشارہ کرتے ہوئے۔۔ ایسے جا رہی ہیں تعداد میں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کیا دیکھا کہ جب عدالت میں لوگ پیش ہوتے ہیں، جو کہ violators ہوتے ہیں within 24 hours of the cognizance وہاں ان کو سزا ہوتی ہے، دس دن قید، سات سو روپے جرمانہ تو تھانوں کی ایک عادت ہے کہ جو FIRs ہوتی ہے، جب کورٹ کا فیصلہ ہوتا ہے تو اردو میں as a mental note وہ لکھ دیتے ہیں تو وہ بھی ہم نے پھر data منگوایا کہ یہ بتائیں جو اس offenceکی amountجو exchequer میں وہ کیا ہے؟ وہ بھی ۔۔ اشارہ کرتے ہوئے۔۔ ایسے جا رہی ہے، لاکھوں روپے میں۔ I mean, NWFP میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ جو چالان ہوئے ہیں اور جو fines ہوئے ہیں ، وہ devolutionکے بعد دس گنا بڑھے تھے۔ یہ اب enforcementکی بات ہو رہے کہ وہ ڈنڈا نہیں ہے اور مونچھیں چھوٹی ہو گئی ہیں اور وہ ساری چیزیں جو سٹیٹ کی ہیں۔ So, there was no problem with نرخ نامہimplementation. The problem was the and that Ladies and Gentlemen, is something that is the responsibility of the State Bank of Pakistan.

تو آج اگر آپ IMFکا جو agreement نومبر میں ہوا ہے، پاکستان کے ساتھ ، جب پاکستان کی معیشت دوبارہ اس ڈگر پر چل نکلی جو تباہی کا باعث بنی تو اس میں پاکستانی authoritiesنے یہ لکھا ہے کہ inflation کو control کرنے کے لئے ہم interest rateبڑھائیں گےکیونکہ money supply ہم سے بہت زیادہ مارکیٹ میں چلی گئی ہے اور لوگ چیخ رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ یہ مہنگائی ہوگئی ہے۔ پاکستان کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ سٹیٹ بنک نے اپنی ذمہ داری صحیح طور پر نہیں نبھائی ہے اور اس کی وجہ سے مہنگائی ہوئی ہے لیکن وہ بےچارہ غریب جو ٹماٹر اور بھنڈی توریاں بیچ رہا ہے شکر گڑھ کے بازار میں جہاں سے میں belongکرتا ہوں یا آپ کے گھروں کے بازاروں میں، اس کو گرفتار کرکے تھانے لے جایا جا رہاہے۔ اس کو سزا دی جا رہی ہے اور جو ماشاءاللہ ٹیوٹا موٹرز کا منیجر ہے، جو کہ دو لاکھ روپے own سرعام دے رہا ہے، سرعام دے رہا ہے، وہ بھی لکھا ہے، لیکن اس کی کوئی قیمت طے نہیں ہے۔ اسے آپ گرفتار نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے مراسم ہیں، اس کے پیچھے entities ہیں ۔ آپ اسے چھیڑ سکتے ہیں جس نے AC صاحب کے گھر میں بہترین ٹماٹر نہیں پہنچائے، بہترین گوشت نہیں پہنچایا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

میں نے آپ نے دو مثالیں دی ہیں۔ ایک Prince Controlکی اور دوسری Crisis Managementکی۔ اسی طرح سے میں آپ کو قسم کھا کر کہتا ہوں کہ encroachment کاissue ہے، weights and measures کا issue ہے۔ یہ سب ڈھکوسلا ہے اور میں ایک کو ایک رتی بھی غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں نے بہت دفعہ انہیں کہا ہے۔ اس وقت ہم چونکہ حکومت میں تھے، we did not want to wash the dirty laundry in public. تو یہ جو اپنے پریس سے تعلقات کے ذریعے چھپواتے تھے اخباروں میں against the devolution ایک دن جب ہم نے یہ پوری ریسرچ کر لی اور ہم نے کیبنٹ اور پرائم منسٹر کو بتا دیا کہ یہ صورت حال ہے ، پھریہ تھک ہار گئے اور ہم نے انہیں دفتر میں بلایا اور ہم نے انہیں یہ ساری چیزیں دکھائی۔ I am talking about the senior level bureaucracy and we requested them that you please now desist, we are not foolish, we know what is going on, stop trying to hoodwink the public, otherwise, we will go to public with all of this and from that day for about eight months, all of this propaganda died downاور پھر جب انہیں محسوس ہوا کہ اب یہ Caretaker Government آگئی ہے I can give you میں بے شمار مثالیں دے سکتا ہوں۔ آخر کار اس کی کیا وجہ ہے کہ اپنی قوم کے ساتھ ہی ہم نے جھوٹ بولنا ہے۔ یہ کون سا ایسا لالچ ہے، کون سی ایسی دوا ہے کہ نا ہم provincial autonomy ہونے دیں گے، نہ ہم آئین implement ہونے دیں گے ، نہ ہم اختیارات کو نیچے کی سطح تک منتقل ہونے دیں گے اور جہاں بھی ہمیں موقع ملے گا ، ہم

جھوٹ بول کر اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے جائیں گے۔ So, these are the real issues of Pakistan and its only my hope that you know, we can assist as people who are in the knowledge of these things, who have been at the helm of affairs to be able to explain to you in detail کہ یہ کیا ہے تاکہ آنے والوں میں جب آپ لوگ جائیں تو آپ ان چیزوں کا شکار نہ ہو جائیں جن چیزوں کا ہمیں شکار بنانے کی کوشش کی گئی تھی اور باقی عوام کو کامیابی سے اس کوشش میں مبتلا کر دیا گیا ہے تو میں آخری enclosing بات کرنا چاہوں گا independence of judiciary کی۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور پورا پاکستان اس کے پیچھے mobilize ہوا۔ ساری تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس میں injury کیا تھی۔ بات شروع کہاں سے ہوئی۔ اب میں جو بات فائل کے اوپر انگریزی ہے، اس کی کر رہا ہوں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ کس کے بال نوچے گئے جو ساتھی ہی ہائی وے ہے، اور کس نے کیا کیا ؟ incidentally وہ بھی Police Order کی پولیس نہیں تھی بلکہ یہاں پر اسلام آباد میں 1861 کا ایکٹ لاگو ہے۔ کل جو ان کا بیان آیا ہے کہ 2001 کا جو پولیس ایکٹ ہے، یہ بڑی زیادتی ہے تو وہ تو 1861 کے پولیس ایکٹ نے یہ مہربانیاں کی تھیں اس ہائی وے پر، وہ جو بتایا جاتا ہے کہ جیب پھٹ گئی تھی اور وہ سارا کچھ جو ہے it was not Police Order 2002, تو اس کے نتیجے میں judicial independence کا جو پرچار ہوا، وہ اس لئے ہوا کہ President of Pakistan جو کہ پاکستان کا Executive ہوتا ہے، انہوں نے ایک 1973 کے ایک ایکٹ کے تحت جو کہ بھٹو صاحب کا تیار کردہ تھا ، ان ججوں کو forced leave پر بھیج دیا ، یہ ایکٹ میں تو نہیں ہے لیکن ان کو پھر garrison کر دیا اور یہاں پر انہیں بند کر دیا۔ Actually this was the point جہاں پر لڑائی پیدا ہوئی جو حکومت نے اپنے حق میں بیان دیا کہ ہم نے ان سے استعفیٰ مانگا، انہیں نے نہیں دیا اور ہم نے انہیں 1973 کے ایکٹ کے تحت forced leave پر بھیج دیا ہے۔ اب complaint کیا ہے کہ Executive نے judicial independence کو تباہ کیا ہے ان ججوں کو ہٹا کر، یہی بات ہے ناں جی۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ جب ایک ڈپٹی کمیشنر یا ایک اسسٹنٹ کمیشنر اپنی عدالت لگا کر بیٹھا ہوتا ہے اور وہ بیٹھے بیٹھے اس کا اہل مد جو ہے، وہ آ کراس کے سامنے ایک چٹھی لے کر رکھتا ہے کہ چیف سیکرٹری نے آپ کا تبادلہ قصور سے کردیا ہے اورآپ کو لاہور میں OSD لگا دیا ہے اور آپ فوراً within the next hour report کریں اور وہ ابھی ایک فیصلہ دینے والا ہے پرائم منسٹر صاحب کا کہ میں انہیں تین سال کی سزا دیتا ہوں اور اس میں اور جسٹس افتخار صاحب کے کیس میں کیا فرق ہے، judicial independence کا تو یہ جو judicial authority ہے یہ bureaucracy نے کیسی لی ہوئی ہے۔ یہ اب بھی ان کے پاس ہے۔ حتی کہ NRB نے جو مسودہ دیا تھا ، اس میں Section 14 and 14A جو CRPC کے ہیں، ان میں کہا تھا کہ یہ magistrate نہیں لگ سکتے اور یہ صرف ہائی کورٹ فیصلہ کر سکتی ہے کہ کس طرح سے judiciary کو نپٹانا ہے، as a matter of right یہ نہیں لگ سکتی، یہ executive ہے۔ اگر انہوں نے judicial کا م کرنا ہے تو یہ executive چھوڑیں اور ان کے control میں آئیں۔ وہ ان کی ACRs لکھیں گے ، وہ ان کی posting and transfer کریں گے، وہ ان کا سب کچھ decide کریں گے بلکہ executive نہیں کریں گے۔ یہ تھا جو 2001 میں amendments ہوئیں۔ 2006 میں شوکت عزیز صاحب نے اپنی غلط کاریاں چھپانے کے لئے جو انہوں نے اکنامی کو تباہ کیا اور گورنر سٹیٹ بنک عشرت حسین صاحب نے-----

(ڈیسک بجائے گئے)

ان کو چھپانے کے لئے، مہنگائی کو چھپانے کے لئے کہ یہ ہماری پالیسی کی وجہ سے نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ devolution plan غلط ہے اور magistrate لگائیں یعنی judicial independence کو تباہ کرکے ان کو تعینات کریں اور یہ 2006 کے Finance Act میں CRPC کی amendment ہو رہی ہے، آپ اندازہ کریں۔ ہم نےاس پر بہت تکلیف کا اظہار کیا کہ یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ کیسے جھوٹ ملتا ہے۔ اب وہ judicial independence متاثر ہے پورے پاکستان میں کیونکہ صرف پرائس کنٹرول کی حد تک ان کے پاس عدالت کے اختیار ہیں، وہ گرفتار کر سکتے ہیں، وہ سزا دے سکتے ہیں، جرمانہ بھی کر سکتے ہیں اور price hike کے بل بوتے پر یہ آئین کی violation کی گئی ہے جو کہ کل تک آپ نے دیکھا کہ پوری جمع ہو کر اٹھ گئی تھی ، اس کو تحفظ دینے کے لئے اور price hike کے پیچھے بات کیا ہے؟ وہ ہے نرخ نامہ۔ یہ سارا جھوٹ ہے۔ It is a total lie and so what is the prices in the market today? Have they come down since 2006? And now the industry is saying that we want to lower the interest rate. کیونکہ industry نہیں چل پا رہی ہے۔ یہ غریب کے اوپر tax ہے through the economic system یہ جو چھپے ہوئے ہتھکنڈے ہیں، یہ جو چھپے ہوئے راز ہیں، ان کےبارے میں آپ لوگوں کو بہت ساری آگاہی چاہیے

and it would be my honour and pleasure to assist you in finding the facts and search of the truth, we need to struggle and strive. Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you very much sir. We are very great full to you for your thought provoking insights. Now, I would request the honourable members that your questions should be very brief. Honourable A.D. Tahir.

Mr. A. D. Tahir: First of all I would like to thank you for coming here.

جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے بہت محنت کرکے یہ devolution کا انقلاب لائے، میں اس کے لیے آپ کا مشکور ہوں اور اس سے بہت ترقی ہوئی پاکستان میں۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ جب انتخابات ہونے لگا 2008 کا اس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے جو تحصیل ناظمین تھے یا ضلعی ناظمین تھے انہوں نے استعفے دے کر ایم پی اے، ایم این اے کے انتخابات لڑے۔ ایک تو یہ کہ کیوں ایسا کوئی ایسا measure نہیں تھا کہ وہ اپنی مدت پوری کرتے ، وہ ایک level پر کام کر رہے ہیں تو اس کے مکمل ہونے کے بعد پھر وہ اس طرف آتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب funds allocation کی بات آئی تو میں آپ کو ق لیگ کی مثال دوں گا۔ اگر ق لیگ کی حکومت ہے تو جو ن لیگ یا پی پی کے ناظمین ہیں یا ضلعی ناظمین ہیں وہاں پر ان کو funds نہیں دیے جا رہے اور ان کی تذلیل ہو رہی ہے اور اب جب پی پی حکومت آئی ہے تو جو دوسری پارٹیوں کے ناظمین ان کو نہیں مل رہے ہیں۔ کیا ایسا کوئی نہیں ہوسکتا کہ صرف political parties کے control میں ہو۔ میں آپ کو بتاؤں کہ عبدالقیوم جتوئی جو اس وقت وزیر بھی ہیں، جناب! آپ نے media پر بھی دیکھا اور سارے لوگ جانتے ہیں کہ جب وہ ضلعی ناظم تھے تو ان کو کتنے fund ملے اور کتنا ان کو دھکیلا گیا اور ان کو کتنی دفعہ اجلاس کرنے دیا گیا اور ادھر رائے حسن نواز جو ضلعی ناظم ساہیوال ہیں وہ ن لیگ کے تھے اور اس وقت جو ملتان کی صورتحال ہے اس میں میاں فیصل مختار ہیں اور اب ان کی کتنی مدد کی جارہی ہے، ان سے کتنا تعاون کیا جا رہا ہے۔ تو funds allocation کے حوالے سے جناب! آپ تھوڑا سا بتا دیں۔

Mr. Danial Aziz: O.K. Would you like me to take a few and then answer it? Or one by one?

Madam Deputy Speaker: One by one, sir.

جناب دانیال عزیز: اچھا جی۔ اس میں آپ نے چار، پانچ سوال پوچھے ہیں۔ بنیادی طور پر جو مجھے سمجھ آئی آپ کے سوال کی وہ یہ ہے کہ یہ جو صوبائی اور قومی سطح پر اور local سطح ہے ان کی جو رفتار رہی ہے کہ کوئی ایم این اے یا ایم پی اے بننا کیوں چنتا ہے بہ نسبت ناظم کے اور اس میں development funds کا اور جو obstruction رہی ہے functionality کی وہ کیوں ہوتی رہی ہے۔ اس میں میں آپ کو یہی عرض کروں گا کہ یہ جو cases ہیں جن میں لوگ MNAship چھوڑ کر ناظم بنے یا ناظم شپ چھوڑ کر MNA بن گئے۔ اس میں each case has its own story. کوئی ایسی local level پر forces کی setting ہو جاتی ہے تاریخی وجوہات کی بنا پر یا وقتی طور پر جس میں مختلف گروپ سمجھتے ہیں کہ بہتر فیصلہ ہے اور وہ کر دیتے ہیں۔ کچھ cases میں ایسے ہوا ہے کہ political parties نے ایک دوسرے کو کمزور کرنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا۔ میں آپ کو متیانہ صاحب کی مثال دیتا ہوں جو کہ پی پی کے ایم این اے تھے، جب local government 2005 کے انتخابات ہوئے تو انہوں نے MNAship سے استعفیٰ دے کر بہاور نگر کے ناظم بن گئے with the support of Q League, which was basically an installed Jut bradari leadership in South Punjab by the Chief Minister Punjab. Similarly, in Rahimyar Khan, Zafar Wariach was a PPP Nazim and he also resigned and became the Member of the National Assembly. میں نے دونو اطراف کی traffic آپ کو بتا دی ہے۔ یہ complexed situations ہیں، ان میں ہر case کی اپنی story ہے۔ جو development funds کی آپ نے بات کی، اس میں وہ districts جہاں پر ناظمین حمایت یافتہ، آپ کو لفاظی بھی یاد ہوگی نا ساری، اس وقت یہ ticket نہیں دے سکتے

تھے تو انہوں نے کہہ دیا جی کہ فلانا فلانا حمایت یافتہ ہے۔ سبحان اللہ۔ تو وہ حمایت یافتہ جہاں جہاں نہیں جیت سکے ان کی پھر tibri tight کرنے کے لیے حکومت یہ کرتی ہے اور یہ ایک holdover ہے colonial mindset کا جو کہ پہلے ڈپٹی کمیشنر صاحب یہ کام کرتے تھے اب ڈپٹی کمیشنر، اسسٹنٹ کمیشنر صاحبان کہتے ہیں کہ جی ہم تو neutral authority تھے۔ کوئی بھی آدمی ہمارے پاس complaint لا سکتا تھا لیکن اب تو یہ نظام politicize ہو گیا ہے اور اس کی وجہ سے یہ کام نہیں ہو سکتا، مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ تو ہمیں اچھی طرح پتا ہے deputy commissioner blue eyed لگا کر اس ضلع میں جاتا تھا جہاں پارٹی ہاری ہوتی تھی تاکہ پٹواریوں کے ذریعے، تھانیداروں کے ذریعے ہمارے ہارے ہوئے candidate ہیں ان کو آپ development funds دیں تاکہ وہ اپنے مخالفوں کی مقامی سطح پر like I used Punjabi slang you know tibri tight کر سکیں اور پھر ان کا الو سیدھا ہو جائے۔ So, because of this mentality, culture کہ کیا کرتے ہم سیاست میں جب devolution plan آیا تو وہ ہتھکنڈے نہیں تھے، آپ DCO کی transfer کر سکتے تھے کیونکہ اس کے پاس عدالت کا اختیار نہیں تھا۔ وہ تو نہ کسی کو گرفتار سکتا تھا اور نہ کچھ اور کر سکتا تھا اور نہ ہی پولیس استعمال کر سکتے تھے۔ اس لیے تھانیداروں کی بار بار postings and transfers ہونے لگ گئی۔ پھر جو ایک اور mechanism تھا اور وہ fund کا تھا تو انہوں نے fund نوچنا شروع کر دیے۔ So, really what I am saying is that the ability to understand and accept کہ آپ کی political weakness اور آپ اپنی policies کے ذریعے اس کو ٹھیک کریں یا legislation ذریعے یا کوئی reform کے ذریعے اس کو ٹھیک کریں یا اپنی کارکردگی کی بنا پر اس کو ٹھیک کریں۔ چونکہ ہمارے پاس کارکردگی ہی یہ ہے کیونکہ basically many of the people at the provincial and the national level, they are not legislators. They want to be a good Union Nazim. وہ گلیوں اور نالیوں سے نکل ہی نہیں سکتے۔ Parks and playground سے، قبرستان سے وہ نکل ہی نہیں سکتے۔ ان کا وہی world view ہے۔ ان سے آپ foreign policy کی بات نہیں کر سکتے لیکن کیونکہ ہمارا political system ایسا ہے کہ برطانوی راج کے دوران ہی ان لوگوں کو ابھرنے نہیں دیا گیااور ان کو اس وقت جو برطانوی راج تھا ان کو موری ممبر کہتے تھے۔ موری کا مطلب دیوار میں جو موری ہوتی ہے جہاں سے کوڑا sewerage باہر جاتا ہے، ان کو یہ کہا جاتا تھا بلکہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو بھی یہی کہا جاتا تھا۔ Because they were only kept to that level کہ آپ یہ local government functions ہی کریں باقی وہ خود سنبھالتے تھے سارا۔ اس طرح سے جو ہماری سال در سال generations کی لیے training ہوئی ہے وہ یہ نہیں ہوئی ہے کہ ہم جاکر یہ دیکھیں کہ accounts and audit department صحیح نہیں چل رہا ہے تو ہمارے بڑوں نے بیٹھ کر جب یہ بنایا تھا تو انہوں نے یہ سوچا تھا اور ماں کی گود میں ہم نے یہ سیکھا کہ accounts چلنا ہے اور accountability کیسے ہونی ہے۔ یہ سب transplanted ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے بات کی تھی system کے متعلق۔ So, a lot of that has to do with culture and training and it is not something that is only the devolution plan. یعنی devolution plan کی وجہ سے ضلعے کو ذلیل کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے جو افسران تعینات ہوتے تھے یہ بہت زیادہ ذلیل کرتے تھے بلکہ یہ ایک اس کا response بنا ہے کہ وہ نہیں وہاں پر کر سکے کیونکہ public خلاف تھی۔ تو یہ فیصلہ کرنا ہوگا ذہن میں تمام political parties کو کہ آیا وہ نظام چلنا چاہیے جس میں عوام کی رضامندی ہو یا وہ نظام چاہتے ہیں جس میں خاندان کی loyalty ہو۔ Problem یہ ہے کہ جو colonial نظام تھا اس کے ساتھ ساتھ ہماری political parties پیدا ہوئیں اور جو colonial نظام ہے وہ بہت top down ہے۔ اس لیے وہ family loyalty کا جو concept ہے اور alternate line جو ہے نیچے تک جو آپ کو بتا سکتی ہے کہ فلاں ایم پی اے صاحب کن کن کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے ہیں اور یہ جو report جاتی ہے اوپر تک اور پھر اس کو بتایا جاتا ہے کہ اس کے دو پٹواری ہٹائیں نا اور فلانے کو لگائیں جو اس کے چاچے کا بیٹا ہے اور وہ اس کے مقابلے میں ایم پی اے کے انتخابات میں ہارا تھا۔ اس کو لگائیں ذرا چھ مہینے کے لیے یہاں پر، پھر اس کی چیخیں نکلیں گی اور پھر اس کا قبلہ درست ہوگا اور پھر وہ پہنچ جائے گا ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر کہ جناب آپ کی کیا بات ہے۔ یہ تو کمال ہوگیا، مجھے پتا ہوتا تو میں یہ کرتا، آپ کے اتنے احسانات ہیں مجھ پر۔ پھر وہ ساری انگریزی بدل جاتی ہے۔ This is how they were running the system but this has produced a system of political parties not just in Pakistan but in Asia which is a dynastic family system or mechanism of political party not a democratic internal mechanism of political party. جب یہ devolution ہوتا ہے تو وہ تو نیچے democratic ہے، تو ان کی پھر loyalty کی کیا ضرورت ہے۔ اگر مجھے پتا ہے کہ میں یونین کونسل میں ناظم بن جاؤں کیونکہ لوگ مجھے چاہتے ہیں تو میں کس لیے جا کر سلام کروں گا۔ دربار میں کیوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوں گا، میں جلوس میں کیوں بس بھر کر لے کر جاؤں گا۔ نہیں جاؤں گا۔

ان کو پھر میرے تک آنا پڑے گا ، مجھے منانے پڑے گا۔ وہ جب ڈی سی ہوتا ہے تو پھر منانے کے طریقے ہوتے ہیں۔ آپ بات کو سمجھ رہے ہیں۔ This is the problem اس culture کو جاتے جاتے وقت لگتا ہے۔ ابھی بھی جو سب کو تکلیف ہو رہی ہے سب کو کہ جناب یہ devolution plan کسی طرح ہٹا دیں تو یہ actually return to democracy نہیں ہے یہ جو ہم ابھی witness کر رہے ہیں، یہ return to bureaucracy ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ bureaucracy کو واپس لائیں democracy کی جگہ پھر وہ ہمارے لیے سلام اور سارا کچھ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگر یہ devolution plan رہے گا تو آپ کی سیاسی پارٹیوں کو مجبوری کے تحت اپنے آپ کو internally democratize کرنا پڑے گا اور وہ جو فرزند ارجمند صاحب ہیں، جس کسی کے بھی ہوں ان کو تھوڑا سا نیچے سے اٹھ کر آنا پڑے گا نہ کہ اوپر سے گدھی سے آکر تھڑک کر کے آکے بیٹھ جائے گا ۔ آنے والے سالوں میں یہ فرق پاکستانی سیاست میں ہوگا آنے والے سالوں میں اگر ہم اس میں کامیاب رہے جو ہم کام کر رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جی فرخ جدون صاحب۔

جناب فرخ جدون: بہت شکریہ میڈم سپیکر! جناب والا! میں کافی عرصہ سے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر لوگوں سے بحث کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں آپ سب سے appropriate بندے ہیں جن کے ساتھ پہلی بحث ہونی چاہیے۔ جناب! تین چار میرے سال سوال ہیں میں کوشش کروں گا کہ بہت جلدی wind up کروں ۔ فاٹا میں آپ نے اسے implement کرنے کی کوشش کی اور power vacuum پیدا ہوا اس پر بات کیجیئے گا۔ آپ نے ڈی ایم جی افسروں کو ہٹا دیا وہ یہاں پر powers کے لیے آتے تھے تنخواہ تو پہلے ہی کم تھی۔ اب آپ نے powers بھی لے لیں اور pay بھی کم ہے تو اب لازمی بات ہے کہ وہ retaliate کریں گے۔ مجھے یہ بتایے گا کہ تنخواہ کے لیے آپ نے کیا کیا۔ تیسرا ایک case study ہے ایبٹ آباد کی ہے۔ ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کی جو jurisdiction ہے، تحصیل بھی وہی ہے، ڈسٹرکٹ بھی وہی ہے۔ ایک سال تک تحصیل ناظم نے ڈسٹرکٹ ناظم کو اندر داخل نہیں ہونے دیا بدمعاشی کے زور پر کہ توں میری jurisdiction میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اب وہ بیچارہ ڈسٹرکٹ ناظم اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ بتائیں کہ جہاں پر ڈسٹرکٹ اور تحصیل ایک ہی آجائے گا تو اس میں یہ نظام کس طریقے سے چل سکتا ہے میں نے یہ سوال بڑے استادوں سے کیا ہے کسی نے مجھے اس کا جواب نہیں دیا۔

چوتھی بات جو ناظم صاحب ہیں یا یونین کونسل کے ہیں، میرے اپنے چچا یونین کونسل کے ناظم ہیں اس بیچارے کو basic باتیں بھی نہیں پتا۔ جمہوریت کا کیا اسے Constitution کا بھی صحیح نہیں پتا تو میرے مسائل وہ کیا حل کرنے کی طرف آئے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب دانیال عزیز: آپ کا جو پہلا سوال ہے کہ جو pay کے لیے نہیں آتے تھے DMG power کے لیے آتے تھے تو میں یہی عرض کروں گا کہ اگر ہم ان کو حکمرانی والی powers چاہئیں تو پھر وہ kindly وہ والا امتحان نہ دیں جو کہ Federal Public Service Commission دیتا ہے، پھر وہ آکر وہ والا امتحان دیں جو میں دیتا ہوں۔ لوگوں کے ووٹ لیں حکمرانی کریں۔ جہاں تک ڈسٹرکٹ اور تحصیل کی infighting ہے۔ میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ تمام دنیا میں federal systems میں جہاں federal state and local governments ہوتی ہیں یہ mater of fact ہے کہ ان کے درمیان ایک constant competition or constant vigilance or اور اکثر و بیشتر constant tension رہتی ہے اور اس tension کے باعث، competition کے باعث نئی innovations ہوتی ہیں اور اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنے کے لیے وہ لوگ کام کرتے ہیں اور سسٹم کے جو رسم و رواج ، قواعد و ضوابط وغیرہ وغیرہ ہیں وہ test ہوتے ہیں اور test ہوتے ہوتے ایک نظام چلنے کی آخری شکل سامنے آتی ہے۔ یہ سب کچھ تازہ ترین تھا جو کہ ہمارا نظام ہے۔ لوگوں کو پتا نہیں تھا کہ کوئی متبادل نظام ہو بھی سکتا ہے۔ ان کو یہ بھی پتا نہیں تھا جبکہ ایک متبادل نظام نافذ کر دیا گیا اور پھر الیکشن کے ذریعے ان کو اس میں شامل کیا گیا۔ یہ سارے ملک کے لیے ایک تجربہ تھا کسی کے پاس کوئی encyclopedia نہیں ہے کہ صفحہ نمبر ۳۴پر آپ دیکھیں اس اور اس کو کریں لیکن ہمیں یہ معلوم تھا کہ یہ مسئلے مسائل آئیں گے کیونکہ یہ ایک learning curve ہے اس کے لیے وقت لگے گا۔ اس کے لیے ایک پورا انتظامی ڈھانچہ بنایا گیا تھا جس کا نام ضلع محتسب تھا۔ ضلح محتسب، ضلع میں وہ neutral authority تھی جو ایک judge کی حیثیت رکھتی تھی اس کی تعیناتی کی position اس کے جو functions تھے کیا وہ decide کر سکتا تھا وہ administrative almost court کی شکل اختیار کرتی تھی۔ یہ جو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جس قسم کی بات آپ کر رہے ہیں یہ untoward incidents ہوئے ہیں۔ کونسل کی میٹنگ ہی نہیں بلائی گئ، minutes نہیں لیے گئے، ووٹنگ صحیح نہیں ہوئی

وغیرہ ، وغیرہ یہ تمام متنازعہ issues ہیں یہ actually اس کی ذمہ داری تھی جو وہاں پر ایک decision دیتا کہ یہ غلط ہے اور یہ صحیح ہے تاکہ یہ مچھلی منڈی نہ بن جائے۔ وفاقی افسر جو مقامی سطح پر تعینات تھے جو provincial autonomy کا پرچار کر رہے تھے ان کے یہ ذہن میں تھا اور یہ مشکلات سامنے آئیں کیونکہ ہم نے یہ بار بار کوشش کی کہ آپ ضلع محتسب لگائیں، انہوں نے کہا کہ پیسے نہیں ہیں ہم نے پیسے دے دیئے۔ انہوں نے کہا بندے نہیں ہیں، ہم نے کہا کہ یہ لسٹیں ہیں جس میں سے آپ تعینات کر سکتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کیا۔ کیونکہ پھر کیا ہوتا کہ واقعتاً ایک neutral authority, administrative side پر ضلع میں قائم ہو جاتی جو کہ یہ claim کرتے تھے کہ صرف ہم ہیں اس لیے واپس پرانا نظام لائیں تاکہ neutral authority ہماری ہو جب اس کے متبادل قائم ہو جاتی تو پھر یہ argument ہی نہیں چل سکتا تھا تو اس lack of implementation کی بھی بہت بڑی وجہ ہے۔ میں آپ کی بات مانتا ہوں کہ اس کے باوجود کہ ڈسٹرکٹ محتسب ہوتا تو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تحصیلوں اور ضلعوں اور یونین کے درمیان متنازعہ معاملات رہتے۔ اس سلسلے میں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دو سو سال پرانا ہمارا جو انتظامی نظام ہےاس میں حال ہی میں یہ کہا گیا کہ جناب یہ جو تحصیل ناظم ہے اور یہ ضلع ناظم ہیں یہ آپس میں بیٹھ کر بات ہی نہیں کرسکتے یہ ضلعے کو کیسے چلائیں گے۔ دیکھیں یہ کتنی زیادتی کی بات ہے۔ یہ ابھی لاہور میں ایک شادی ہوئی تھی جس میں ایک sitting chief secretaryاور ایک newly retired chief secretary آپس میں جوتم جوتی ہوگئے تھے۔ آپ نے سنا ہوگا، پڑھا ہوگا وہ تو وہ لوگ ہیں جو trained ہیں، جو پڑھے لکھے ہیں یہ سارا کچھ کرتے ہیں۔ چیف سیکرٹری، یہاں پر اسلام آباد میں ہمیں خبر ملی ہے کہ ایک دن کسی دفتر میں کسی senior DMG افسر نے جوتا اتار کر اپنے batch mate کے سر پر مارنا شروع کر دیا اور لہو لہان کر دیا اور وہ دونوں تھانے میں پہنچ گئے۔ تو مجھے بہت سارے مسائل مقامی سطح پر پتا ہیں جہاں پر Superintendent of Police کبھی ڈی سی کا فون نہیں سنتا تھا۔ This can be applied to anyone اس کو نکتہ بنا دینا کہ اس لیے یہ نظام غلط ہے یہ میرے خیال میں تھوڑی سی زیادتی ہوگی۔

آخری آپ کی بات تھی جو union council level پر جو آدمی ہے اس کو آئین کا نہیں پتا، فلاں نہیں پتا، دیکھیں اس کا کام وہاں پر آئین نہیں ہے۔ آئین ایم این اے کا کام ہے۔ وہ ایک فیڈرل issue ہے۔ صوبائی اسمبلی آئین میں ترمیم نہیں کر سکتی۔ سینیٹ کر سکتی ہے، نیشنل اسمبلی کر سکتی ہے۔ جو صوبائی اسمبلی کا function ہے وہ ان کا کام ہے۔ جو یونین ناظم کا کام ہے اس کو آپ کہیں کہ ایک فٹ نالی میں کتنی اینٹیں لگتی ہیں تو وہ آپ کو بتا دے گا کہ آٹھ لگتی ہے اور اتنے کی بنتی ہیں وہ تو اس کو پتا ہے اس کا کام ہی وہ ہے۔ جب ایم این اے صاحب جاتے ہیں تو انہوں نے بھی وہ ایک فٹ نالی کے اوپر اپنے بھتیجے کو ٹھیکیدار بنانے کے لیے جان لڑا دینی ہےتو پھر کیا بنے گا۔

جناب فرخ جدون : فاٹا کے متعلق بھی سوال تھا۔

Madam Deputy Chairman: Question about FATA.

جناب دانیال عزیز: فاٹا کے بارے میں تو آپ نے سوال نہیں پوچھا۔ آپ نے ڈی ایم جی۔

جناب فرخ جدون: تھوڑا سا بتا دیں۔

جناب دانیال عزیز: تھوڑا سا میں بتا دوں یا تھوڑا سا سوال کرنا چاہیں گے۔

میڈم ڈپٹی چیئرمین: جناب محسن رضا۔

Syed Mohsin Raza: Thank you sir for your insight into the local government system.

میرے چند آپ سے سوالات ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو district management system تھا اس میں ایک level of transparency تھی as compared to local government system اس میں آپ نے transparency کے لیے کیا natural safeguards implement کئے ہیں کیونکہ as a rule civil servant جو ہوتا ہے he is very conscious اور کیونکہ وہ ایک fixed tenure کے لیے حکومت پاکستان میں ہوتا ہے تو his level,

he is not in a hurry, that much of hurry to get his hands on things as compared to جبکہ political system you try against DMG has been quite vicious. میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈی ایم جی میں غریب آدمی کا بچہ آ سکتا تھا۔ کونسا ڈسٹرکٹ ایسا ہے جس میں ڈسٹرکٹ ناظم غریب آدمی کا بچہ ہو سکتا ہے۔ You know fully well کہ ڈسٹرکٹ ناظم کے الیکشن پر کروڑوں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے جبکہ ڈی سی جو ہوتا تھا یہ آپ نے ایک social injustice کا ایک phenomenon impose کر دیا ہےلوگوں پر۔ پاکستان میں تو ویسے ہی jobs بہت کم ہیں۔ Social injustices بہت زیادہ ہیں۔ غریب آدمی کے پاس social progression کے راستے ہی بڑے کم ہیں۔ جب کہ آپ نے ایک نیا Local Government system implement کرکے وہ راستہ بھی چھین لیا جس سے وہ ایک بہتر زندگی کا خواب دیکھ سکتا تھا۔ Presently آپ دیکھیں most of the districtsوہاں پر وہی لوگ ڈسٹرکٹ ناظم بنتے ہیں who are the most influential and the most affluent individuals of that particular district. اس particular aspects کو address کرنے کے لیے آپ نے کیا سوچا یا آپ نے کیا ایسی چیز اپنے plan میں رکھی ہے جو کہ perhaps fully implement ہو نہیں پائی یا it could not take full affect to curtail this negative aspects of the system. Thank you.

Mr. Danial Aziz: First of all I would like to just make a brief comment on the word that you used that my talk was vicious. I must say that everything that I have said is substantiated by fact and if there is any comment that I have made that your field is not substantiated by fact, I would request you to please be specific so that I can then provide you with the necessary facts and then you can make a better judgement of whether I am being vicious or they are being vicious.

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو سوال پوچھا regarding transparency کہ جی ماضی کا management system تھا وہ زیادہ transparent تھا۔

May be if you are talking about Gymkhana Club card room, you could be right but if you are talking about the local level, it was not transparent at all compare to this system. Let me tell you a little story, as you heard by Madam Speaker that in 1991, I became a member of district council. So my politics did not begin at some airy fairy Senate level or something like that. I come from the streets and I am not a wealthy elite. I don't have big land holdings and my net wealth is pretty paltry. I am very much a middle class person. I am not a Makhdoom, I am not a Pir, there is no jaagir behind me that I am inheriting but that being as it may when I became member of district council,

اس وقت دو یونین کونسلوں پر مشتمل ڈسٹرکٹ کونسل کی seat ہوتی تھی، ان دو یونین کونسلوں میں ایک ایک basic health unit تو میں نیا نیا باہر سے Economics پڑھ لکھ کر آیا تھا اور بڑا جذبہ تھا کہ ہم یہ سارے معاملات درست کردیں گے اور اس میں بڑا اچھا couplet بھی ہے کہ جب میں جوان تھا تو گھر سے نکلا زمانے کو درست کرنے ، اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور زمانے نے مجھے درست کر دیا۔ So I am on my way but at that time I went to these BHUs and I saw the situation and it was horrible, I mean literally اندر کھوتے بندے ہوئے تھے and there was no doctor inside anything کوئی خدا نام کی چیز وہاں پر نہیں تھی، total dilapidation تھی، کوئی صفائی نہیں تھی even the Chawkidar was not there. It was just like a graveyard. So I got very vicious about this and I went to the district headquarter I told the DHO کہ مجھے آپ بتائیں کہ اس پر بجٹ کیا خرچہ جا رہا ہے۔ I want to know who is getting salaries from here. آپ نے بجلی کے بل کتنے دیئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے کتنا ضیاع ہوا ہے کہ اس میں کوئی serviceنہیں مل رہی۔ اس نے مجھے آئیں، بائیں، سائیں this is with all of my family contacts and everything behind me at that time. I was just a district councilor I do have a political history in my family. He just gave me the run around and you know when I went to talk my elders, they said why you are getting so aggressive, چھوڑیں یہ چھوٹی باتیں ہیں you know there is lot else to worry about. But I kept on that path I finally went up in the secretary health department, then I went up in the directorate of health, then I went up

in the regional office in Gujarawalla, the divisional headquarter of the health department. They told me that the budget does not come in terms of one or two things and the accounts department has this information about the payment of electric bill and so on and so forth. Or you go and talk to the drawing and disbursing officer. اس وقت مجھے پتا ہی نہیں ہوتا تھا کہ drawing and disbursing officer بھی کوئی بلا ہوتی ہے۔ خیر وہ جا کر میں نے ڈھونڈ لیا اس کے پاس میں پہنچ گیا اس نے بھی مجھے run round دے دیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تین سال ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر رہا اور تین سال میں نے ایک ضد بنا لی تھی کہ I want to get to the bottom of this. اور آپ یقین کریں with all my best efforts I could not even find out کہ یہاں پر تنخواہ کس کو ملتی رہی ہے پچھلی تین سالوں میں۔ یہ اس نظام کی transparency تھی۔

ابھی کیا ہوتا ہے کہ ابھی تمام جو سہولیات ایک ضلع میں ہے اس کا بجٹ غلط یا صحیح لیکن وہ present ہو کر ضلع کونسل میں پاس ہوتا ہے اس میں each item اس بجٹ میں شامل ہوتا ہے جو انہوں نے بتانا ہے اور monthly account of accounts department by law required ہے کہ Public Accounts Committee of the District Council کو وہ present کرے۔ Monthly account یہ ہوتا ہے کہ ایک ایک روپیہ کا جو خرچہ ہے چاہے وہ development پر ہے بجلی کا بل ہے، تنخواہ ہے، الاؤنسز ہے جو کچھ بھی ہے، M&R (Maintenance and Repair) ہے،

all of that has to be there. So you can see exactly where the money is going. Now the accounts department, of course, has not given that monthly account to the public accounts committee, neither has the Auditor General given the audit report of the district to the public accounts committee of the district because everybody knows that it is really and I am not being vicious again I can give you umpteen examples of this, the transparency that you are seeking. Everybody knows that it is actually the bureaucracy who is corrupt and they have systemic, endemic and syndicated corruption.

یہ شہباز شریف صاحب کہہ رہے تھے کہ ناظمین کو گرفتار کریں۔ ان کا اخباروں میں اشتہار نکال دیا اور کہا کہ private sector accounting company لیں گے وہ کیوں سارا کچھ بند ہوگیا۔ ہم تو کہتے ہیں پکڑیں۔ Why is that stopped. Because sir, I would like to inform you that on October 12, 1999 all the assemblies were sent home, there was no district nazim, there was no tehsil nazim, there was no MPA, there was no MNA, there was no councilor, there was no khidmat-e-khalq committee, there was nothing, there was just bureaucracy and the public. Do you think that the patwari immediately became honest and said that ……….

بھائی میں ان کے سوال کا جواب دے رہا ہوں۔

Do you think that the land mafia stop functioning? Do you think that the اہلمد of the courts stop taking their registration fees? Do you think the accounts department or the ٹھیکیدار stop taking the money? The whole system is corrupt.

کیا باتیں کر رہے ہیں ہم۔ آئیں پھر اس کو ٹھیک کرتے ہیں اس کے لیے بڑی ہمت چاہیے ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ دو دن لعن طعن کرنا devolution plan کا تو بڑا آسان ہے ساروں کو نہیں پتا کہ corruption ہو رہی ہے۔ اب وہ issue کیوں مدہم ہو گیا ہے۔ وہ صرف political stunt تھا۔ میری جو generation ہے ہم تو واقعتاً چاہتے ہیں کہ accountability and transparency لائی جائے۔ لیکن ان کو باتوں میں ٹال مٹول کر کے because is not the political side which is gaining the most from this. یہ جو میز سے crumbs گرتے ہیں وہ پانچ فیصد، چار فیصد یہ political side کو ملتے ہیں۔ mainstay تو ان کے پاس جاتے ہیں۔ آپ اگر لاہور جائیں تو جا کر دیکھیں ٹیکس سوسائٹی ہے نہر کے کنارے پر ، وہ سب sub-engineers or engineers کے گھر ہیں وہ سترہ ہزار تنخواہ میں بنے ہیں نہیں پتا کسی کو کہ سڑکوں میں جتنے کھڈے ہیں اتنے ہی بڑے ان کے مکانات ہیں یہ کیا چکر ہے۔ NAIB everybody knows but nobody is willing to act on it. پسپا ہوگئی گھس پٹ گئی۔

So, the point is that yes we need to deal with the issue of corruption and transparency, absolutely, but then let us deal with the issue of corruption and transparency and not some personal pet peeve. This is the point. So, I hope I have elaborated on that. This is very important point about accountability and transparency.

جہاں تک آپ نے باقی بات کی کہ اس نظام کے ذریعے جو عام آدمی کی ایک ability تھی کہ وہ اپنےcareer کو progressکر لیتا اس کی وجہ سے امیر لوگ بن سکتے ہیں۔ دیکھیں کسی نے ڈی ایم جی کو بند نہیں کیا ہے۔ ڈی ایم جی ابھی بھی موجود ہے recruitment ہو رہی ہے لوگ امتحان دے رہے ہیں۔ سول سروس اکیڈمی بھری ہوئی ہے probationers کے ساتھ۔ میں ان کو ہر سال جا کر address کرتا ہوں۔ So those opportunities are all there. Most welcome, in fact, they have expanded چونکہ یہ جو نچلے level کی posts ہیں DDO, DOR کی ان کو fill کرنے کے لیے زیادہ recruitment بڑھانی پڑ رہی ہے۔ وہ کوئی problem نہیں ہے لیکن کہا کیا گیا ہے صرف یہ کہا گیا ہے کہ اگر آپ نے حکمرانی کرنی ہے تو پھر آپ الیکشن لڑ کر کریں۔ یہ امتحان دے کر ہمارے اوپر رعب نہ جمائیں ۔ یہ کہا گیا ہے اور اس میں جو میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ حیران ہونگے کہ یہ بہت عام فہم چیز ہے میں آپ کو دو مثالیں دوں گا یہ کہا گیا کہ یہ تو سارے دسویں پاس ہیں تو ہم کیا ان کی باتیں سنیں۔ یہ یہاں پر کیا کریں گے ، یہ بڑی زیادتی ہے کہ ہم اتنے پڑھے لکھے ہیں امتحان دے کر آتے ہیں اور ہمیں دسویں پاس کے نیچے تعینات کر دیا۔ So we did a survey دسویں پاس is the rule, that is correct, law میں یہی لکھا ہوا ہے کہ you have to at least be tenth grade but what the on ground situation is, that is the different ball game. So, we did a survey throughout Pakistan and about 3500 union councils, 350 tehsils, 110 districts to get the qualifications of the nazims and naib nazims and councilors. You would be surprised to know it fears better than the provincial assemblies until this

یہ جو بی اے کی شرط آنے سے پہلے جو اسمبلی تھی اور یہاں پر چیف سیکرٹری جو تھے وہ آٹھویں فیل چیف منسٹر کو جا کر salute کرتے تھے۔ جبکہ ضلعی سطح پر ان کی جو domain تھی پی ایچ ڈی بھی ہو they don't to hear. آپ جا کر باہر بیٹھیں۔ ادھر ہم ہوتے ہیں۔

So this was the mentality I must tell you and you know I have been working with that system for 18, 20 years and these are all issues. So, the point is that opportunity for poor people to get involved in the political process, do you think it will be more, if we did not have union councils?

اگر یونین کونسل ہوتی ہی ناں تو پھر کتنے غریبوں کو آگے آنے کا موقع ملتا۔ کیونکہ یونین کونسل کا جو ناظم ہے یا ممبر ہے وہ تحصیل کونسل کا بھی ممبر ہے اور ضلع کونسل کا بھی ممبر ہے۔ جہاں پر پہلے جو صوبائی اسمبلی فیصلے کرتی تھی جیسے میں نے آپ کو بتایا اب وہ ضلعے میں فیصلے ہوتے ہیں۔ اب زیادہ غریب لوگ شامل ہوئے ہیں جو فیصلوں کے اوپر حاوی ہو سکتے ہیں یا وہ کم ہوا ہے اب آپ خود اندازہ لگا لیں۔

Madam Deputy Speaker: Last two questions, one from the Green Party and one from the Blue Party. You can ask questions together and then the honorable guest will answer that. Niaz Muhammad.

جناب نیاز محمد: شکریہ میڈم سپیکر! دانیال عزیز صاحب آپ نے ناظمین نظام تو نافذ کر دیا اگرچہ آپ کی نیت تو ٹھیک تھی لیکن ہمارے جیسے معاشرے میں ایسا نظام نہیں چل سکتا تھا۔ آپ نے اس پس منظر کو نہیں دیکھا۔ آپ نے ناظمین کا سسٹم تو رائج کر دیا لیکن اس کو کسی کا جوابدہ نہیں کیا جس کی وجہ سے انہوں نے کرپشن ، ناانصافی اور اقرباء پروری کی انتہاء کر دی۔ میں ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع زیارت میں ڈسٹرکٹ کونسل کا بجٹ پیش ہو رہا تھا پچیس کروڑ روپے کا ترقیاتی بجٹ پیش کرنے کا جب اعلان کیا گیا تو ناظم صاحب کے منہ سے حیرت سے گیدڑ کی آوازنکلی کیونکہ اس نے اتنے پیسے زندگی میں پہلے کبھی نہیں سنے تھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے ایسا سسٹم پس منظر میں کیوں نہیں بنایا جس کی وجہ سے ناظمین کسی کے سامنے جوابدہ ہوتے؟ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Sir, we will take a question form Blue Party as well and then you can answer together. Usman Ali.

جناب عثمان علی: شکریہ میڈم سپیکر! جناب آپ نے جو جو لوکل باڈی کا سسٹم بنایا ہے تو جہاں تک direct elected members ہیں وہاں تک تو سسٹم بالکل ٹھیک ہے۔ Devolution of power ہوئے ہیں اور grass rootتک powers پہنچی ہیں مگر جہاں indirect election ہوتے ہیں یہی لوگ پھر ڈسٹرکٹ ناظم کو elect کرتے ہیں تو اپنا ووٹ ایک لاکھ دو لاکھ میں بیچ کر کرپٹ لوگوں کو بٹھاتے ہیں اور ادھر سے یہ سارا سسٹم بگڑ جاتا ہے۔ ایسا کیوں نہیں کیا جاتا کہ ایک parallel system کی بجائے ہم ان کو MNAs کے ساتھ بٹھائیں اور اس سسٹم کو اس میں merge کر کے ایک unified system بنائیں۔

Mr. Danial Aziz: I am sorry can you explain it again? I did not get your question.

جناب عثمان علی: یہ جو directly elected members ہیں جو کہ یونین کونسل کے ناظم ہیں اور مزدور کسان کونسلر ہیں وہ indirectly پھر سٹی ناظم کو elect کرتے ہیں تو وہ اپنا ووٹ ایک لاکھ دو لاکھ میں بیچ کران کرپٹ لوگوں کو بٹھا دیتے ہیں۔ اب اگر ان لوگوں کو ہم MNAs کا subordinate بنائیں اور MNAs کے ساتھ ان کے links بڑھائیں rather than making them select a city district nazim. تو وہ اچھا نہیں رہے گا وہ MNAبھی directly elected member ہیں اور یہ بھی directly elected member ہیں اور دونوں سسٹم merge ہو جائیں گے rather than being a parallel system.

Mr. Danial Aziz: I will take the last question first.
میرے خیال میں اس کا حل یہ نہیں ہے کہ ایم این اے کو کر دیں میرے خیال میں اس کا حل یہ ہے کہ جو لوکل گورنمنٹ میں executive offices ہیں جس میں تحصیل ناظم، ضلع ناظم وغیرہ وغیرہ یہ سب direct election سے ہونے چاہیں and I think that is what we always proposed in NRB لیکن اس کو accept نہیں کیا گیا تھا۔ اب بھی میرے خیال میں وہ لوگ جو اس کو accept نہیں کر رہے تھے وہ چاہتے تھے کہ اس کو manipulate کر سکیں اور اس کی basis پر ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے ابھی اللہ کرےdemocratic forces ہیں وہ direct election کروا دیں۔

Mr. Usman Ali: Sir the parallel system will remain in place sir.

Mr. Dinal Aziz: There are actually not parallel systems, the problem is that under the rules of business of the provincial government or the rules of business of the Federal Government, running the administration is not the job of the MPA or MNA.
یہ ہم نے خود سے بنایا ہوا ہے کہ ایم این اے نے جا کر گلیاں بنانی ہیں، نالیاں بنانی ہیں یا پارک بنانا ہے یہ ہمارا کام نہیں ہے ہم یہ کام اس لیے کرتے ہیں کیونکہ دوسرا کام ہم کر نہیں سکتے، ہمیں آتا نہیں ہے۔ وہ میں نے آپ کو بات بتائی ہے دو سو سالہ تاریخ میں کبھی ہمیں اس طرف جانے نہیں دیا گیا تھا ہمیں رکھا ہی اس level پر گیا تھا۔ So this is the point but regarding Ziarat I would just sayکہ آپ نے کہا ہے کہ کسی کو جوابدہ نہیں بنایا یہ بڑا interestingسوال اٹھایا۔ میں اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں جب ووٹ لینے جاتا ہوں آپ لوگوں نے تو ابھی ووٹ نہیں لیے لیکن آپ جائیں گے انشاءاللہ میرے دل کی خواہش ہے وہ بھی آپ تجربہ کریں۔ پارلیمنٹ کا تو تجربہ آپ نے لے لیا تو اگر میں کسی گاؤں میں جاؤں تو وہاں پر جو senior بیٹھا ہوتا ہے سفید داڑھی کے اوپر مہندی لگی ہوئی ، پانچ وقت کا نمازی تہجد گزار اور وہ ہمیں وہاں پر receive کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا سارا خاندان ہوتا ہے۔ اس کے پاس دو، تین سو ووٹ بھی ہوتے ہیں۔ ہمیں بڑی خواہش ہوتی ہے کہ ہم کسی طرح، ابھی اتنا نہیں رہا ابھی young لوگ خود ہی فیصلہ کرتے ہیں لیکن جب بیس سال پہلے شروع کیا تھا تو اس وقت بڑوں کا بڑا اثر ہوتا تھاووٹوں پر، ہمارے علاقے میں شاید آپ کے ہاں ٹرائبل سسٹم ہے وہاں شاید ابھی اسی طرح چل رہا ہو۔ تو ہم ان کو منانے کی کوشش کرتے تھے اور ان کو عادت تھی میرے والد صاحب کی، ان کو منانے کی تو اب میری باری آگئی۔ میرے میں ساری پڑھائی لکھائی اور میرٹ جیسے میں نے آپ کو شعر ایک سنایا، وہ ابھی ساری باتیں تازہ تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں تو انہوں نے point کیا کہ یہ جو میرا پوتا ہے دیکھیں کتنا خوبصورت ہے، اس کی چھاتی دیکھیں، اس کی چال دیکھیں، اس کا رنگ دیکھیں آپ جیسا ہے وغیرہ وغیرہ اس کو پولیس میں جانا ہوگا اور اگر یہ نہیں جائے گا تو very sorry میرے ووٹ نہیں مل سکتے۔ میں ان کو بتاتا تھا کہ جب بھرتی کھلے گی، نہیں نہیں آپ کے والد صاحب ہمارے ساتھ یہ نہیں کرتے تھے ۔ گورنر امیر

محمد خان ہوتا تھا اس وقت ٹرین میں سفر ہوتا تھا ساری باتیں بتاتے ہیں، آپ کے والد صاحب لے کر گئے وہاں پر سیکرٹری کے دفتر میں ، وہ Government College کے راوین تھے اور انہوں نے وہاں پر میرے آرڈر کروائے تھے اور جا کر گورنر سے دستخط کروا کے اس کا جو باپ ہے وہ بھی پولیس میں ہے یہ کروایا تھا۔ اب ہمارے بڑوں نے تو خوب عیاشی کی۔ ریلوے کا بھی بھٹہ بٹھا دیا، واپڈا کا بھی بھٹہ بٹھا دیا، پولیس کا بھی بھٹہ بٹھا دیا یہ سارے سفارشی نظام چلا کر کیونکہ جو آپ نے بات کی کہ ذمہ داری کس کی تھی کہ کوئی ذمہ دار ہی نہیں ٹھہرایا اور آپ نے یہ ناظم بنا دیا۔ اب کیا ہوتا ہے میں وہاں بیٹھا ہوں چائے آتی ہے اور وہ بات طے ہوگئی میں کہتا ہوں ٹھیک ہے مجھے وہ گول مول باتیں کر کے کر دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا حالانکہ مجھے پتا ہے کہ وہ نہیں ہونا ۔ میرے میڈیا میں جو دوست ہیں مجھے لعن و طعن کریں گے سب کچھ he does not care, he wants that grandson to be in the police. پڑھا لکھا کتنا ہے؟ وہ جی پانچویں میں ہم نے بلا لیا تھا، اس کا دل نہیں لگا سکول میں، اس کو سکول میں کوئی استاد پسند نہیں آیا۔ پانچ پڑھا ہے اور پولیس میں اس کو بھرتی کروانا ہے I mean what is going to happen in competition, he is not going to be able to make it. So, this is the pressure. Now, the tea come. چائے آگئی اور ہم چائے پی رہے ہیں اسی کے ساتھ جو next بات ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کا کوئی حال نہیں۔ کیوں جی کیا ہوا ہے؟ جی یہاں پر جان و مال کا تحفظ ہی نہیں ہے۔ پتا نہیں پولیس کیا کر رہی ہے۔ کل ابھی ہمارے ہاں ڈکیتی ہوئی ہے یہاں سے سارا سامان لے گئے ہیں۔ یار بابا جوابدہ کون ہوگا یہ آپ کا سوال تھا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں پھر سے جو شروع میں میں نے باتیں کی ہیں وہ اپنی طرف سے بہت معنی خیز باتیں کی ہیں کہ یہ جو ادارتی ڈھانچہ ہمیں تقسیم کے بعد ملا ہے اس کو بنانے کے لیے ہماری قوم نے تگ و دو نہیں کی ہے یہ انگریز کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس میں جو خون پسینہ، جان ماری ہے انہوں نے ماری ہے کہ اس کو کس طرح سے ہمیں کرنا ہے۔ ہمیں وقتاً فوقتاً اس میں سے مراعات تقسیم کی جاتی تھیں جس کی وجہ سے ہم کہتے تھے کہ یہ بہت اچھا ہے وہ ایک level تھا جہاں تک مراعات جاتی تھیں۔ ہمارا جو تعلق ان اداروں کے ساتھ ہے وہ مراعات حاصل کرنے والا ہے اور اس میں ہم fashion بناتے ہیں۔ سیاست کا season ہوتا ہے۔ ایک season ہے، جناب آج کل کیا ہے، آج کل بنکوں سے loan مل رہے ہیں۔ اچھا جی چلیں season لگاتے ہیں کیسے لگانا ہے ابھی loan کیسے لیتے ہیں وہ فلاں جانتا ہے اس نے Banking Council میں کوئی بندہ ہے۔ پتا ہی نہیں ہے کہ textile کیا ہے، feasibility کہاں سے بنتی ہے وہ پیسے دے کر بناتے ہیں loan sanction ہوگیا جی۔ اب اس میں سے پیسے کیسے نکلتے ہیں یہ season لگ گیا۔ اگلا season کون سا آیا development fund کا ہے یہ پلاٹ بٹنے کا ہے، یہ جی پٹرول پمپوں کے لائنسوں کا season ہے۔ اگر آپ ٹرانسپورٹ کے اڈے ہیں یہ لے لیں بڑی بات ہے۔ یہ season لگا رہے ہیں۔ آج کل season ڈھونڈ رہے ہیں کوئی نا کوئی بن جائے گا۔ یہ جو آرہا ہے auditor general USAID کا شاید وہ season لگ جائے اب اللہ جانے کون سا season لگتا ہے۔ But this is the point. یہ ہم کیوں نہیں سوچتے کہ جو یونین کونسل کا ناظم ہے اس نے یہ بجٹ پاس کرنا تھا ۔ جس کے اوپر گیدڑ بولا، یونین ناظمیں نے کیا ہے وہ کونسل کے ممبر ہیں وہ کہاں سے آئے ہیں۔ وہ ووٹ لے کر آئے ہیں۔ اس level تک شاید ایجنسیاں مار بھی نہیں کرسکتیں۔ شاید ناظم کی حد تک تحصیل ناظم کی حد تک وہ کرتی ہوں گی وہ تو genuinely کچھ نہ کچھ لے کر آیا ہے۔ عوام میں اس کی جوابدہی ہے یہ تو بجٹ اس میں نے پاس کیا ہے۔ این آر بی نے تو نہیں پاس کیا۔ کیوں اس نے پاس کیا ہے؟ وہی جو بات ہے مہندی لگائے ہوئے سفید داڑھی والے بابے کی کہ پولیس میں میرا پوتا کروانا ہے اور پولیس کا حال کوئی نہیں ہے۔ یہ جواب داری ہماری قوم کو لینی ہوگی کہ ہم ووٹ کیوں دیتے ہیں؟ کس لیے دیتے ہیں؟ جو آدمی جیل سے نکل کر آتے ہیں، پتا ہے کہ یہ قاتل ہے لیکن وہ ہمارے قبیلے کا ہےتو ہم پھولوں کا ہار ڈال کر ڈول بجاتے جائیں گے اور اس کو ووٹ بھی دیں گے لیکن اس کی جوابدہی ہماری نہیں ہونی چاہیے جوابدہی ڈی سی صاحب کی کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ بھئی حکومت آپ کی ہے اس لیے ہم نے نعرہ بنایا تھا۔ اختیار آپ کا ذمہ داری بھی آپ کی۔ یہ این آر بی کا نعرہ تھا مقامی حکومتوں کے قیام کا۔

Madam Deputy Speaker: Sir, if you don’t mind we have very humble request from the youth parliamentarians, just two more questions.

Mr. Danial Aziz: O.K.

Madam Deputy Speaker: One from the Blue Party and one from the Green Party. Mr. Ansar Hussain and Mr. Abdullah Leghari.

Mr. Ansar Hussain: Thank you Madam Speaker. Sir you have always emphasized upon the devolution of powers to its grass root level. Sir, but why does this emphasis evaporate into thin air when it comes to its implementation in Islamabad and Northern Areas? Thank you.

جناب محمد عبداللہ لغاری: جناب والا! اس سوال کے دو تین حصے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب آپ نے accountability کے حوالے سے جو بات چیت کی آپ نے یہ تو بتایا کہ غریب کو پکڑ لیا جاتا ہے اگر وہ ٹماٹر اور سبزیاں اے سی کے گھر نہ پہنچائے۔ آپ نے اس بات کو point out نہیں کیا کہ جب audit کی بات اس حکومت میں شروع کی گئی تو آج سے پہلے آپ نے اس کی implementation کے حوالے سے بات کی تھی تو اگر اس کے checks and balances کو رکھا جاتااسی کے حوالے سے، internal and external audit کے حوالے سے ہر سال یا کسی ایک timeframe کے اندر تو شاید آج وہ نوبت نہ آتی کہ گورنر ہاؤس میں آپ کے سارے ناظمین پناہ لے رہے ہوتے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے خلاف audit ہو رہا ہے۔

دوسرا یہ کہ جس نرخنامہ کے حوالے سے آپ نے بات کی ہے۔ جب آپ کو پتا تھا کہ Toyota company میں own وغیرہ کے حوالے سے کوئی ایسی بات چیت ہو رہی ہے تو پھر آپ نے کیوں اس کے خلاف action کیوں نہیں لیا۔ کیوں ہر دفعہ ایسے ہی ہوتا ہے کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس بات کو public کر دیں گے bureaucracy کے سامنے لیکن کل پھر یہ بات public نہیں ہوتی تو پھر وہ vested interest کس کے ہیں ہم کب تک یہ باتیں کرتے رہیں گے کہ جی ہم نے تو کہا کہ ہم public کریں گے لیکن کل کو جب کرنے کی باری آئی تو ہم نے کہا کہ نہیں رہنے دیں ہمارے بھی کوئی interest ہیں۔

جناب رحیم بخش کھتران: آخری سوال سر۔

جناب دانیال عزیز: نہیں اب questions ہوگئے ہیں۔

جناب رحیم بخش کھتران: ایک چھوٹا سوال ہے۔

جناب دانیال عزیز: آپ سپیکر سے پوچھیں I can not say yes or no but جو بات ہوئی تھی وہ یہی تھی۔

Madam Deputy Speaker: Rahim sahib as our guest Speaker is exhausted by this time obviously he has been speaking for more than one and a half hour, you can question him during the tea break, he will be there with you.

جناب رحیم بخش کھتران: آپ بے شک answer نہ کریں سوال میرا سن لیں۔

چوہدری دانیال عزیز: آپ کی statement سن لے لیتے ہیں سوال تو نہیں ہوگا۔

جناب رحیم بخش کھتران : جناب statement یہ ہے کہ میرا تعلق بلوچستان سے ہے آپ نے چھوٹے موٹے بدمعاشوں کا صفایا کرنے کے لیے آپ خود سب سے بڑے بدمعاش کے ساتھ مل گئے۔ اس کو آپ کیسے justify کریں گے میں جنرل مشرف کی بات کر رہا ہوں۔

Mr. Danial Aziz: Thank you very much. It is interesting, you know, once when I was very young, Zulifqar Ali Bhutto came to Sialkot and by that time his political legacy had gotten a little bit warned and so there was a huge مجموعہ. This was my first experience and it etched in my mind in the Sialkot stadium. I had also gone there with my father and when he came on the stage everybody took off their shoes and showed

the back side of the shoe like this to him. They were angry about price increase and so on and so forth and he said that

ہاں ہاں مجھے معلوم ہے کہ جوتوں کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے میں کچھ کرتا ہوں جوتوں کی قیمت کے بارے میں حالانکہ they were saying something completely different تو آپ کی desk thumping سے مجھے وہ بچپن کا واقعہ یاد آیا۔ اس میں جو پہلا سوال پوچھا گیا کہ اسلام آباد اور ناردرن ایریا میں یہ نظام کیوں نہیں آیا۔ اسلام آباد اور ناردرن ایریا کی جو configuration ہے وہ مختلف ہے باقی علاقوں سے۔ Islamabad is a capital territory اور تمام دنیا میں اگر آپ کوئی بھی capital territory دیکھ لیں تو اس میں اکثر و بیشتر وہاں پر لوکل گورنمنٹ کا سسٹم باقی ملک کے لوکل گورنمنٹ سسٹم سے مختلف ہوتا ہے۔ میں آپ کو دو بہت جلدی مثالیں دے دیتا ہوں۔ ابھی Grater Lord Mayer of London قائم ہوا ہے۔ This is a different system then let us say this Scottish Parliament or the Wales Assembly جو کہ مختلف علاقوں میں انہوں نے بنایا ہے اور اسی طرح سے واشنگٹن میں

District of Columbia has different local government connotations than the rest of the settled areas. So also in Islamabad even the 1979 ordinance was not here there is capital territory act which determines, it created the CDA, it determines relationship with the Interior Ministry and so on and so forth and one of the reasons that these systems are very different is because in most capital territories you have foreign soil. So under international laws and governance the Embassies of the respective countries are actually that country's soil in Islamabad and in order to safeguard and up hold those rights there are different applications of law that take place then in a settle district and so because of that these differences the timeline of creating these reform agendas was so tight that it was not possible to get them all done on time. So there was a sequential adoption and the police order, the Islamabad and the cantonments were three that came later on in succession. Subsequently, the Reconstruction Bureau as think tank to the Government was the job to design these and create the consensus and agree on the ladder of the law and then it was for the Cabinet to approve and implement those. So, as far as the National Reconstruction Bureau is concerned, I was the head of it from 2002 onwards and before that, we did create those laws and acts and everything, they did meet with the approval in terms of their structure and they were also applied.

اس وقت جو اسلام آباد کا لوکل گورنمنٹ ایکٹ ہے وہ enforce ہے لیکن اس کی جو implementation کی date ہے وہ by notification ہونی ہے تو وہ حکومت کا کام ہے۔ اسی طرح Cantonment Acts کا issue ہے۔

جو Northern Areas ہے اس کا case تھوڑا سے مختلف ہے۔ Northern Areas کو federal mainstream میں integration کا issue جو ہے اس کا تعلق ہے کشمیر کے ساتھ ہے۔ Kashmir and Northern areas there is a dispute as to whether or not اگر کل کو plebiscite ہوتی ہے تو آیا plebiscite کے جو پولنگ ہونگے اس میں ناردرن علاقوں کی آبادی شامل ہوگی یا نہیں ہوگی۔ پاکستان کی ایک interpretation ہے کہ وہ شامل ہوگی اور ان کے شامل ہونے سے پاکستان کا خیال ہے کہ پاکستان کو بہت زیادہ بہتر result ملے گا کہ کشمیر کس کروٹ بیٹھنا چاہتا ہے۔ اس طرح آزاد جموں و کشمیر کو ہم نے ایک علیحدہ ریاست کی شکل دی ہوئی ہے with in the sort of confinement with the federation اسی طرح سے ناردرن علاقوں کے معاملات کچھ علیحدہ سے ہیں۔ وہاں پر جو حیرانگی کی بات یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ وہاں پر موجود ہے اور ان کے اوپر پھر ایک کمیشنر ہے۔ ماضی کے سسٹم کے تحت اور ابھی انہوں نے ایک legislative council بھی بنائی ہے جس میں کچھ laws with the approval of the Commissioner وہ بنا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ

So there is resemblance of a local government but there is no MPAs, no Senators and no MNAs. Surprisingly, the opposite shape of that in FATA we don't have

a local government, we have political agent system but we do have MNAs and Senators but no MPAs.

لہٰذا یہ جو ungovered spaces ہیں یا integration کے issues پاکستان کے ہیں

they have historical reasons and even though I do not agree with them and we did set out to solve these issues and we got quite for a long but in the case of northern areas which specifically you have asked this became stumbling block. The real reasons are quite different. There is a huge economy there which is controlled by the bureaucracy and those posts of the logistics and the commissionerate and the judges posts and all those things there are there, a huge development funds involved and so on and so forth and if that were to revert to democratically elected government, of course, that would change significantly in terms of the federations ability to distribute that patronage that would then shift to Gilgit or whatever the capital would become. I hope that is the answer of your question.

جہاں تک آپ نے accountability کی بات کی

I think that is an excellent question and with the permission of the Chair I would like to dilate on that a little bit. In the terms of the government of the executives there is a post or designation known as the principal accounting officer and the system of financial management we have in Pakistan at the federal and the provincial level is delineated by a rule system called – delegation of financial powers rules. It is actually a booklet and what that does is for each attached department or structure of Government, it determines the extent to which the financial powers with that individual are available,

کہ وہ کتنی حد تک اپنا قرضہ، تنخواہیں، الاؤنسز وغیرہ sanction کرسکتا ہے، یہ سب charts بنے ہوئے ہیں اس میں یہ ساری چیزیں بتائی ہوئی ہیں میں اس آپ کو بتا رہا ہوں تاکہ آپ کو تھوڑا سا curiosity level بڑھے آپ جا کر یہ چیزیں دیکھیں یہ عام طور ایم این اے اور ایم پی اے کو کبھی کبھو ان کی جیب میں چٹیں ہوتی ہیں وہ جا کر ہم نے کام کروانا ہوتا

but to actually study the way the system works then you can think about reforming it. This is why I am going into some level of detail. But anyway the principal accounting officer and the administrative unit or the top most animals in the hierarchy of who can do what in terms of financial decision making and so in order to provide autonomy to the district and their local fund which is the amount of money they have to budget upon, the district coordination officer was made the principal accounting officer and not the nazim. Also in the case of provincial chief executive, it is not the chief executive i.e. chief minister who is the principal accounting officer, it is the chief secretary and its department has. Similarly, a minister is not the principal accounting officer, it is the secretary of the department.

اسی طرح سے اسی pattern پر DCO principal accounting officer بنایا گیا۔ اب اگر آپ نیشنل اسمبلی کی public accounts committee کی میٹنگ دیکھیں یا صوبائی اسمبلی کی تو وہاں پر کون پیش ہوتا ہے؟

Principal Accounting Officer. He is the one that if the audit decision is taken he is responsible. Not the elected person because he is the technical body who is responsible for interpreting the rules, responsible for making decisions in accordance with the rules and informing the policy making authority what is allowable and what is not allowable because he has been trained over a period of years to be able to do that function. He has gone to probation, he has been in course so on and so forth.

اب ڈسٹرکٹ level پر body نے budget کی accountabilityکرنی ہے کہ جو اخراجات ہوئے ہیں یا جو funds کا misuse ہوا ہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کی public accounts committee ہے۔ District Council's public accounts committee پورے district council کے ممبران کے ذریعے ایک election کے ذریعے

ہوتی ہے جو باقاعدگی سے پاکستان میں ہوئے۔ جب election ہو جاتا ہے تو اس کمیٹی کا چیئرمین ہوتا ہے اس چیئرمین کو monthly account بھی ملنا ہوتا ہے اور audit report ہر سال کونسل میں table ہو کر اس کو بھیج دی جاتی ہے تاکہ وہ اس پر اپنا کام شروع کرے۔ چونکہ اس نظام کے آنے سے پہلے صوبائی ادارہ ہوتا تھا local funds accounts and audit جو کہ مقامی حکومتوں کا account audit کرتا تھا۔ ۱۹۷۹ کی مقامی حکومتوں کا تو اس نظام میں چونکہ پیسے مقامی سطح پر بہت زیادہ جا رہے تھے decision makingکے لیے تو جو best possible institutional structures in Pakistan تھے کوشش یہ کی گئی کہ ان کو وہاں پر install کیا جائیں اور آئین کے مطابق Auditor General پورے پاکستان کا ذمہ دار ہے کہ وہ audit کرے۔ So the Auditor General under the law was made responsible for the audit and the district accounts office which was managing the provincial consolidated fund previous to the introduction of this system was made responsible for the local fund جو کہ پہلے provincial local government department کے پاس ہوتا تھا تو اس سارے کو Audit and Accounts Service کے upgrade کیا گیا۔ پہلی مرتبہ principal accounting officer جو district level پر تھا وہ elected representative at the district level کے سامنے at least قانونی ڈھانچے کے مطابق وہ جواب دے ہوگیا۔ جب یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم چلنے لگا تو Auditor General کے ساتھ ہم نے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو کر نہیں سکتے اتنی بڑی ہمارے پاس capacity نہیں ہے یہ ہے وہ ہے تو ایک ہزار نئے officers کے لیے space create کی گئی تنخواہیں Auditor General کو دی گئیں کہ وہ مقامی سطح پر audit کروا سکیں تو ان کی training ان کے سب لوازمات ان کو دیئے گئے۔ پہلے سال کے بعد 100 districts تھے اب بڑھ گئے ہیں وہ تیار ہوگئیں وہ بڑی خوبصورت سبز رنگ کے اس میں کتابچے ہیں Auditor General کا لکھا ہوا ہے ان کے دستخط ہیں ۔ وہ آئین کے مطابق Auditor General نے متعلقہ گورنر صاحب کو بھیج دیے اور گورنر صاحب نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو بھیج دیئے اور وہاں سے وہ لوکل گورنمنٹ کے سیکرٹری کےپاس چلے گئے۔ یہ سارا ہمیں ایسے پتا چلا کہ ہم نے جب پتا کروایا یہ bureaucracy نے یہ بات اجاگر کی کہ اتنی corruptionبڑھ گئی ہے اس نظام کے آنے سے، اتنی تباہی ہوگئی ہے ہم مر گئے ہیں لٹ گئے ہیں ۔ دیکھیں ہم اتنا control, checks and balances کرتے تھے وہ سب تباہ ہوگئے ہیں اور بے دریغ funds کا misuse ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ ہو رہا ہے یہ انہوں نے اخباروں میں اٹھایا۔ ہمیں direction آئی کہ inquire into this and find out what is going on. نیشنل اسمبلی کے سوالات آنے شروع ہوگئے یہ سارا انہوں نے motivate کیا so we went in جیسے ہم کرتے ہیں ہم نے پھر ایک ایک چیز کو پھرولنا شروع کر دیا۔ جب ہم نے یہ پتا کروا لیا کہ اچھا Auditor General نے audit report بھی بنا دی ہے وہ گورنر کے پاس بھی چلی گئی ہے۔ چاروں گورنر ہاؤس میں فون کیا پتا کروایا انہوں نے کہا کہ ہم نے تو چیف منسٹر کو بھیج دیا ہے وہاں سے پتا کروایا انہوں نے کہا کہ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں بھجوا دی ہے۔ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں جب ہم نے پتا کروایا تو انہوں نے کہا جی کہ ہاں وہ ہمارے پاس ہیں لیکن ہم نے ضلعوں میں نہیں بھیجیں۔ ہم بڑے حیران ہوئے ہم نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ public accounts committees بنی ہی نہیں ہے پتا نہیں کیا ہوگا ہمیں نہیں پتا۔ So we called a meeting of the Chief Secretaries in NRB and the local government secretaries and we said کہ یہ جو audit process ہے آپ اس کو چلائیں اگر فرض کریں ہم یہ and what they said was that audit report district councilکو بھیج دیتے ہیں تو وہ اس کے ساتھ کیا کریں گے ۔ ہم نے کہا کہ وہ table ہوگی اور public accounts committee کو refer ہوجائے گی۔ انہوں نے کہا وہ تو ٹھیک ہے پھر کیا ہوگا؟ ہم نے کہا پھر وہ calendar دیں گے کہ یہ جو points audit کے آئے ہیں ان کو ہم فلاں فلاں تاریخ کو سنیں گے اور Auditor General کا نمائندہ اس دن کے لیے حاضر کیا جائے گا تاکہ وہ technical side explain کرے elected representatives کو۔ ہاں جی وہ تو ٹھیک ہے لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے کون جائے گا؟ ہم نے کہا کہ principal accounting officer جائے گا۔ ظاہری بات ہے، انہوں نے کہا کہ پھر کیا ہوگا؟ ہم نے کہا کہ پھر وہ اپنی recommendations دیں گے کہ ہم اس کو let دیتے ہیں یا اس کو recovery ڈالی جائے یا اس کو major or minor penalty جانی جائے اور پھر وہ audit para کا resultبن جائے گا اور پھر وہ implementation کے لیے جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں یہ نہیں ہوسکتا۔ یہی تو مسئلہ ہے اسی لیے ہم نے public account committee کہا کہ انہوں نے پہلے اس سے Sorry۔ audit reports نہیں بھیجی ہیں۔ ground پر ہی نہیں ہیں ہم کس کو بھیجیں ہم نے پورے پاکستان کا surveyکیا جس میں الیکشن کی تاریخ، اس کا notification کون وہ لوگ ہیں ان کی کتنی meetings ہوئی ہیں اور ان کی meetings کے minutesہر ضلعے کے ہم نے منگوا لیے۔ اس کے ساتھ ان کے ٹیلیفون نمبر، شناختی کارڈ نمبر سب کچھ ۔ So we were

کہ جی یہ تو کوئی public sitting in this meeting with the chief secretaries and they said accounts committee بنی ہی نہیں ہے ہم کیا کریں کس کو بھیجیں۔ تو I I said hold on a minute میں نے اپنے cell phone سے میں نے کہا کہ ایک دو چیئرمینوں سے میں بات کرواتا ہوں۔ With the mike on of the phone I saidکہ جی آپ کون صاحب بول رہے ہیں he said میں چئرمین پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بول رہا ہوں۔ اچھا انہوں نے کہا ٹھیک ہے سمجھ آگئی وہ بنی ہونگی پھریہ ساری بحث ہوئی جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ پھر جب end ہونے لگی تو انہوں نے کہا کہ جی آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے کہ جو principle accounting officer ہے وہ ڈی سی او ہے۔ میں نے کہا ہاں جی، ڈی سی او ہے قانون کے مطابق تو انہوں نے کہا پھر یہ بھی آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ مقامی سطح پر ڈی سی او صاحب عوام کے سامنے پیش نہیں ہوتے۔ عوام ڈی سی او کے سامنے پیش ہوتی ہے تو ہم یہ کریں گے کہ ہم یہ آڈٹ رپورٹس اداروں کو بھیج دیتے ہیں with recommendations that وہ اس کے اوپر فیصلہ کر دے departmental accounts committee which is a bureaucratic body اور اس طرح سے ہم اس کو کر سکتے and I said but that is not what the law says and they said کہ بس جی ہم یہی کر سکتے ہیں ہم کوشش کرتے ہیں دیکھتے ہیں جا کر۔ یہ جو آئین implement نہیں ناں ہوا جو میں نے آپ کو شروع میں بات کی جو یہ صورت حال ہے پھر شہباز شریف صاحب چیف منسٹر بن گئے اور انہوں یہ کہا کہ پرائیویٹ سیکٹر سے تحصیلوں کا آڈٹ کروائیں گے وہ سب کچھ۔ ایک ٹی وی پروگرام پر مجھے بلایا گیا on Geo which is quite popular one the name Jawabde and I was seated a long side unusual to that, that is one on one but in this case they also called a gentleman advisor to the ان کا نام تھا وہ representative of the Punjab Government, Parvaiz Rashid ہیں۔تو وہ پروگرام مقامی حکومتوں پر تھا کہ یہ جو آپ آڈٹ کرنے جا رہے ہیں Chief Minister Punjab accountability کرنے جا رہے ہیں تو میں نے اس پروگرام میں اس کی recording available ہے میں نے ہاتھ باندھے کہ آپ لوگوں کو blind alley میں لیا جا رہا ہے یہ صرف propaganda استعمال ہو رہا ہے کہ آپ لوکل گورنمنٹ کی لعن و طعن کریں اس میں public accountability نہیں نکلنی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو تمام آڈٹ رپورٹس آپ بنا رہے ہیں یہ تو پہلے ہی پڑی ہوئی ہیں اس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ وہ آپ کیوں نہیں implement نہیں کرتے پرائیویٹ سیکٹر سے نئے تو آپ تب کروائیں کہ وہ خارج کر دی گئی ہیں وہ صحیح نہیں تھیں یا ان کو implement کرنے باوجود یہ لوگ بچ گئے ہیں اور اب ہم مزید ایک نئے process میں جا رہے ہیں۔ جب وہ موجود ہیں ان کے اوپر ایکشن ہی نہیں، ان کو تو آپ کھول کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے اس سے پہلے کہ آپ نیا خرچہ کرنا شروع ہو جائیں یہ بات ان کو سمجھ آگئی کہ واقعی ہمیں hoodwink کیا جا رہا ہے تو they went back and they started looking at that ابھی آپ نے جو گورنر کی بات کی آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے یہ خبریں آئیں اور پھر ایک اشتہار آیا کہ جو auditor general کی رپورٹس ہیں اس میں اتنا غبن لکھا ہوا ہے تو وہ shiftہوگیا private sector accounting firmsسے اب آڈیٹر جنرل کی بات پر آگئے اور پھر آڈیٹر جنرل کا خط آگیا کہ یہ ڈسٹرکٹ کی public account committee سنے گی اس کا process انہوں نے بتایا تو پھر یہ بات مدہم ہوگئی۔ اسی طرح ہے جس طرح میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ این آر بی میں انہوں نے آکر کہا کہ ہم پیش نہیں ہونگے۔ تو کدھر گیا وہ جذبہ، وہ ولولہ۔
You see what I am saying. Please try to understand what is really going on here.

Madam Deputy Speaker: Thank You very much.

Ch. Dinial Aziz: One question left about my association with the Army or the army regime and what I would like to tell you is that the day that the assembly was suspended by the army on 12 October I was in a Ittefaq hospital model town Lahore because I had a car accident and I had a knee surgery that I had just been completed.
جب میں ذرا چل پھر سک رہا تھا تو یہاں پر ایک دوست کی شادی تھی تو میں اسلام آباد آیا۔ ابھی میں crutches پر تھا تو ایک میٹنگ عمر اصغر خان کی صدارت میں بلائی گئی جو کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ کے وزیر appoint ہو چکے تھے اور میں ایک suspended MNA تھا ابھی تک وہ اسمبلی ختم نہیں کی گئی تھی صرف suspend ہوئی تھی تو اس میٹنگ میں میرے سے لوکل گورنمنٹ کے بارے میں جانچنا چاہ رہے تھے۔ ان کو پتا تھا کہ اس پر بہت زیادہ لکھتا رہا ہوں۔ میں وہاں crutches پر چلا گیا تو وہاں پر جو بحث ہوئی اس میں کوئی خاطر خواہ معلومات مجھے حاصل نہیں ہوئیں کہ یہ کوئی نئی چیز کرنے کو جا رہے ہیں ایسے ہی اوت پتنگیاں مار رہے تھے۔ وہاں پر

کمرے کو کونے میں ایک شخص بالکل خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ جب ہم کمرے سے نکل کر باہر جانے لگے تو انہوں نے مجھے اپنا کارڈ دیا اور انہوں نے کہا کہ میرا نام جنرل نقوی ہے اور آپ کی باتیں سن کر میں بڑا خوش ہوا ہوں اور آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس کسی وقت میرے پاس دفتر میں آئیں۔

I went to his office. I did not know at that time who was he. He had not been appointed as chairman as the Chairman, NRB. NRB did not even exit at that time but suddenly on the card there was office in the Prime Minister Secretariat and I went there, he was sitting behind a desk and there was some staff or something like that. So we had a long discussion about local government and I came to realize that perhaps this regime really is sincere about doing something about local government because I had been working in local government and I had working with PPP and PML (N) in the respective regime in the province in the federation as an independent MNA in 1997 as a member of Zila Council in 1991 and so on and so forth. It was actually that meeting that convinced me that we can actually do something and no political landscape of Pakistan I had realized that the status quo is so entrenched and so powerful that without this kind of initiative it not it is not going to be possible to change things and I spent the rest of my life as my father did for 60 years running around with some chits of papers in my pockets trying to get odd jobs done for my constituency, may be making a scheme or too or some aspect of agriculture or something like that but not really bringing power to the people at the local level. Still figuring out who is going to be DC and try and get closed to him so that
میری بے عزتی ضلع میں عوام کے سامنے نہ ہو جائے that kind of I was not too excited about that,
things. میں وہ دیکھ چکا تھا وہ والی سیاست۔ اس طرح سے آپ سمجھ سکتے ہیں ہم in ties ہوئے۔ اس کے بعد
میں وہاں United Nations کا consultant رہا۔ ان کے پاس ایک fund تھا وہ میں کام کرتا رہا۔ جیسے جیسے
وقت گزرا واقعی میں نظر آنا شروع ہوا کہ یہ کچھ کرنے کو جا رہے ہیں۔ اس کے بعد جب یہ devolution plan
implement ہوگیا تو آپ نے خود ہی دیکھ لیا کہ اس میں کافی تبدیلی تھی۔ ماضی میں ایوب خان اور ضیاء الحق تو
بیوروکریسی کے ساتھ hand in glove تھے۔ اس میں عوام کو ترجیح دی گئی تھی کہ نہیں آپ لوگ ہوں گے۔ اس
میں الیکشن کے mishaps ہوئے جیسے میں آپ کو حمایت یافتہ کی بات خود ہی بتائی ہے۔ اس میں ہماری بہت
ناراضگی بھی ہوئی کہ یہ غلط ہو رہا ہے یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ
balance reforms کی طرف زیادہ ہے یہ غلط کاریاں پہلے بھی ہوتی تھیں اور ہم ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ So this was the story of how I got involved. I did not get involved to try and… I had a huge
political deficit مجھے پرویز الہٰی نے اور ان ساروں نے مل جل کر میری وہ حالت بنا دی میرے اپنے علاقے
میں جو کہ شاید کبھی نہ تھی local standing کے حوالے سے لیکن یہ ضرور ہے کہ مجھے پتا تھا کہ یہ قربانی
جائز ہے کہ اگر خدارا یہ نظام چل گیا اور پاکستان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ ہی گئی کہ متبادل نظام بھی ہو سکتے ہیں
فرض کریں یہ ختم ہی ہو جا ئے اور اس کے بعد آنے والی generations نظام تشکیل کرنے کی سوچ پیدا کر لے کہ
ہمارے میں یہ قوت ہے کہ ہم صرف ایک reactive عوام نہیں ہے کہ حکومت فیصلہ کرتی ہے اور ہم اس کو اچھا یا
برا بولتے بلکہ ہم ایک نظام تشکیل دے سکتے ہیں وہ اگر ایک متبادل سوچ بھی پیدا ہوگئی تو یہ this will be a life
well spent اور آپ یہ risk لے جائیں۔ But as time when on things did change اور میں آپ کو
turning point بتاتا ہوں personalities were important. Turning point یہ تھا کہ جب کچھ لوگ جو
bureaucracy سے منسلک تھے میں نام بھی لے دیتا ہوں۔ There is a gentleman named Tariq Aziz,
he convinced the President on a very technical point جو کہ بظاہر معمولی سا لگتا ہے لیکن اس کے
امکانات بہت زیادہ تھے۔ وہ یہ تھا کہ دیکھیں جی آپ تو idealism کی طرف جا رہے ہیں ۔ politics میں you
have to be pragmatic تو جو ground realities ہیں اور یہ چیزیں ان کو دیکھتے ہوئے اپنے فیصلے کریں ۔
جس دن ہم اس idealism کے مشکل راستے سے چاہے ہماری رفتار دس کلو میٹر تھی یا سو کلو میٹر تھی یا ہم
standstill تھے یا اس راستے پر کھڑے تھے وہ چھوڑ کر ہم pragmatism والے راستے پر آگئے تو the rest
was history پھر انہوں نے کہا کہ ناظمین چھوڑیں یہ bureaucracy کے کمالات ہوتے ہیں۔ یہ جی ہر یونین
کونسل میں water filter scheme لگا دیں۔ خدا کے بندے کیا ہم بات کر رہے تھے اور کدھر تم typical

captain والی سوچ کہ اتنے فلٹر ہونگے، اتنے بندے کھڑے ہونگے، ایسے لائن میں چونا لگے گا یہ وہ۔ کدھر یار پہنچ گئے۔ دیکھیں اس کا کیا حال بن گیا۔ So this is what actually happened and I would say you know کہ آپ کی بات ٹھیک ہے knowing full well وہ کہتے ہیں کہ کچھ شہر دے لوگ بھی ظالم سن، کچھ سانوں مرن دا شوق بھی سی۔
So, that is how I got involved. Anyway, I Hope, I have answered all your questions. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you very much. Sir if you could kindly stand in for a minute, the Leader of the House and the Leader of the Opposition would like to thank you and present the souvenir on behalf of the Youth Parliament Pakistan after which the session will be adjourned till 1.00 P.M.

جناب احمد علی بابر: ہمارے سامنے کچھ biased reporting وغیرہ ہوتی ہے اس سے زیادہ بہتر تھا کہ ہم لوگ insightful debate سنتے اور جو اندر کی بات تھی اور جو actually پاکستان کے نیشنل Seen کےاوپر لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہوا وہ آج تک ہمارے سامنے نہیں آیا اور آج یوتھ پارلیمنٹ کو یہ تقریر سننے کا موقعہ ملا ہے اور ہمیں اصل بات پتا چلی کہ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم کیا ہے اور اس کی implementation کیا تھی اور اس کے کس طرح کے effect پاکستان کی نیشنل سیاست پر آئے ہیں۔ میں گرین پارٹی اور بلیو پارٹی کی طرف سے پورے یوتھ پارلیمنٹ کی طرف سے آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ یہاں پر تشریف لائے ہیں اور ہمیں actual insight دی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم کیا ہوتا ہے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: The Session is adjourned till 1.00 P.M.

(The House was then adjourned for tea break till 1.00 P.M.)

(The House was then reassembled at 1.00 P.M. with Madam Deputy Speaker, Kashmala Khan Durrani in the Chair.)

Madam Deputy Speaker: if you both can kindly come and present the souvenir to the Honorable guests.

Madam Deputy Speaker: Please be seated. The next Resolution is by Mr. Zamir Ahmed Malik.

Mr. Zamir Ahmed Malik: “This House is of the opinion that the upcoming local Government Elections should not be conducted on non-party basis and political parties should be allowed to run for Local Government Elections.”
میں چاہوں گا کہ اگر پہلے دو چار دوست بول لیں کیونکہ سیاست سے تو سب کو allergy ہے اس وجہ سے یہاں پر سیاست کی بات ہوئی ہے ۔ میں آخر میں conclude کر لوں تو بہتر ہوگا۔

جناب عثمان علی: ضمیر صاحب پہلے بتائیں کہ یہ resolution کے پیچھے logic کیا ہے کیوں لائی گئی ہے تبھی ہم کچھ criticism وغیرہ کریں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب آپ اس کا ذرا background explain کردیں اور purpose behind the Resolution just a brief discussion اور ہم آپ کو end میں بھی موقع دے دیں گے کیونکہ clarification جتنے بھی لوگ مانگیں گے تو we will give you a chance to speak in the end.

جناب ضمیر احمد ملک: محترمہ سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہمیشہ یہ کہا گیا کہ یہ dictators کا دیا ہوا نظام ہے۔ 1962 میں ہم اسے ایوب خان کا گھنٹہ گھر کہتے ہیں اس میں بھی جس طرح کی شقیں تھیں وہ ایک

dictator کی طرف گھومتا تھا اور پھر ضیاء الحق نے RCO کے تحت 1985 میں انتخابات کروائے ۔ اس میں بھی کچھ مماثلت تھی اور پھر جب پرویز مشرف نے یہ نظام 14th August 2001 کو ایک آرڈیننس کے تحت نافذ کیا تو یہ تینوں نظام یا لوکل گورنمنٹ کا جو idea ہے وہ dictators کی طرف سے آیا ہے۔ چونکہ یہ dictators کی طرف سے آیا ہے لیکن پھر بھی ہم اس system کو oppose نہیں کرتے کیونکہ devolution of power کا مقصد عام عوام کو طاقت دینا ہے۔ یہاں جو resolution میں لے کر آیا ہوں جس کا مقصد upcoming local government کے جو elections ہیں جو ہونے تو اکتوبر یا نومبر کے مہینے میں چاہیئیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ سیاسی بنیادوں پر ہوں۔ جناب سپیکر! جب الیکشن غیر سیاسی بنیادوں پر ہوتے ہیں تو وفاداریاں تبدیل کی جاتی ہیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ کونسلر اور نائب ناظمین یا ناظم ، ایک ناظم پیسے دے کر کونسلروں کو خرید لیتا ہے۔ اگر کچھ عرصے کے بعد دوسرا بندہ آتا ہے تو پھر انہی کونسلرز کو خرید لیا جاتا ہے۔ شہر کراچی میں جب یہ الیکشن ہوئے تو ایسا بھی دیکھا گیا کہ کونسلر حضرات کو اغوا کیا گیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا culture برادری والا culture ہے ۔ وہاں پر جو ووٹ دیا جاتا ہے وہ برادریوں کو دیا جاتا ہے۔ اور آپ غیر سیاسی الیکشن کروا کر ہم پاکستان کو جمہوری culture کی طرف لے جانے کی بات کر رہے ہیں تو وہاں سیاسی culture کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اب اگر آنے والے الیکشن سیاسی بنیادوں پر ہونگے تو چونکہ سندھ اور کراچی میں دو مخالف پارٹیاں ساتھ بیٹھی ہیں اور ایک national reconciliation کی پالیسی چل رہی ہے۔ اگر یہ جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں گے تو میرا خیال ہے قتل و غارت کم ہوگی لیکن اگر یہ غیر سیاسی بنیادوں پر کروائے جائیں گے تو قتل و غارت ہوگی۔ کیونکہ یہاں پر national reconciliation کی بات چل رہی ہے تو تمام پارٹیاں کسی نہ کسی سیٹ پر adjustment کریں گے اور وہ الیکشن میں حصہ لیں گی، چونکہ ان کو قومی حکومت میں رہنا ہے تو وہ قتل و غارت سے باز رہیں گے اور اس طرح کے حالات نہیں بنائیں گے اگر غیر سیاسی بنیادوں پر ہوں گے تو کوئی غیر سیاسی بنیادوں پر کوئی پارٹی نہیں ہوتی بلکہ مختلف groups ہوتے ہیں اور حقیقت کی طرف میں لے کر جاؤں گا کہ جو کہا گیا کہ الیکشن غیر سیاسی ہوتے ہیں۔ کراچی کا ناظم ایم کیو ایم کے اجلاسوں کو attend کرتا ہے۔ لاہور کا جو ناظم ہے ان کا کسی زمانے میں اسلامی جمعیت طلبا سے تعلق رہا اور پھر ق لیگ سے تعلق رہا ۔ سندھ کے بہت بڑے ضلع دادو میں ملک اسد سکندر ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے رہا۔ یہ غیر سیاسی تو ہے نہیں سارے سیاسی لوگ ہیں تو پھر غیر سیاست کا رنگ کیوں۔ بنیادی طور پر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے بھی آمر آتے ہیں یہ پاکستان میں سیاسی پارٹیوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اب ہمارے پاس یہ موقع ہے کہ ہم سیاسی پارٹیوں کو مضبوط کریں کیونکہ جب سیاسی پارٹیوں کے امیدوار UC level پر آئیں گے تو وہ سیاسی پارٹی جو اوپر سے مسلط ہے ان کے اثرات کم ہوں گے۔

اس کے بعد یہ جو لوکل حکومت کاجو funds کا نظام ہے۔ Funds کا flow اوپر سے ہوتا ہے۔ جب fundsکا اوپر سے flow ہوتا ہے تو اوپر تو سیاسی جماعتیں بیٹھیں ہوئی ہیں، نیچے غیر سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ غیر سیاسی لوگوں کے پاس اتنی powers نہیں ہے کہ وہ سیاسی جماعتوں سے بات کر سکیں بیچارے جو کام کرنا بھی چاہتے ہیں ان کا کام اس وجہ سے رک جاتا ہے کہ جو اوپر national level پر سیاست چل رہی ہے وہ سیاست ہے اور جو نیچے ہے وہ غیر سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کچھ سیاسی لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں بہرحال غیر سیاسی لوگوں کی بات ہو رہی ہے تو اوپر سے جب flow of fundsہوگا اور نیچے بھی سیاسی لوگ ہونگے تو میرے خیال میں ایک جیسا کام ہوگا۔

اس کے بعد ہمارے ایک سپیکر نے بات کی کہ ناظمین کا کام price control کرنا ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ میرا تجربہ پنجاب کا نہیں ہے چونکہ میرا تعلق شہر کراچی سے ہے۔ شہر کراچی میں جو UC ناظم ہے وہ تعلیم کو کنٹرول نہیں کرتا۔ سٹی ناظم تعلیم کو کنٹرول کرتا ہے۔ اب سٹی ناظم جب تعلیم کو کنٹرول کرتا ہے ، جیسے papers ہو رہے ہوتے ہیں تو اوپر سے کچھ forces آتی ہیں تعلیم میں نقل بھی چل رہی ہے اور پھر وہ اساتذہ کی بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ ابھی حال ہی میں جو اساتذہ کی بھرتیاں ہوئی وہ ساری سٹی ناظم کے ذریعے ہوئیں چونکہ UC ناظم کے پاس تعلیم نہیں ہے۔ اسی طرح میں یہاں پر ایک اور سوال کروں گا کہ غیر سیاسی لوگوں کا کیا کام ہے کہ وہ sewerage کو چلا رہے ہیں، Water Board کو چلا رہے ہیں، Revenue کو چلا رہے ہیں جب یہ غیر سیاسی لوگ آتے ہیں تو UC level پر جو revenue generate ہوتا ہے اس revenue میں بھی بڑے گھپلے ہوتے ہیں۔ سیاسی پارٹی اقتدار میں ہوتی ہے اور اس کو revenue چاہیے ہوتا ہے تو وہ revenue لینے کے لیے جب وہ جائے گی اور اگر نیچے غیر سیاسی بندہ ہوگا تو وہ revenue میں گھپلا کرتا ہے۔ اگر اسی پارٹی کا اپنا ناظم یا یو

سی ناظم ہوگا تو کم از کم اپنی نیشنل پارٹی حکومت میں ہوگی اس کو برابر اور صحیح طریقے سے revenue generate کر کے دے گا۔

جناب عمیر فرخ راجہ: میں نے تھوڑی correction کرنی ہے اگر آپ مہربانی کریں تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔

جناب عمیر فرخ راجہ: یہ غیر سیاسی بار بار کہہ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ غیر جماعتی ہے۔ سیاسی ہوتا ہے مگر اگر اس کا تعلق جماعت سے نہ ہوں۔

جناب ضمیر احمد ملک: جناب یقینا یہ غیر جماعتی ہی تھا اور میں نے شاید غلط استعمال کیا۔ لیکن اگر آپ دیکھیں تو جس ناظم کو دیکھ لو وہ سیاسی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ ضمیر صاحب تشریف رکھیے۔

جناب نیاز مصطفی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیاز صاحب ہماری ایک اور resolution ہے اور we have to end up by 1.30 so, I can not allow point of order. جی نشاط کاظمی۔

سید محمد نشاط الحسن کاظمی: بہت شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک decent Resolution آئی ہے لیکن اس کے اندر treasury benches کو کچھ مزید room دینا چاہیے تھا خاص طور پر ضمیر صاحب نے کافی اچھی تقریر کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوکل حکومت کا جو نظام آیا تھا وہ بنیادی طور پر ایک اصول پر آیا تھا اور وہ اصول یہ تھا کہ عوام کی حکومت ، عوام کے لیے، عوام کی طرف سے اور اس کے اندر جو ڈھانچہ بنایا گیا تھا وہ یہ تھا جو لوگ ہونگے وہ grass root level پر اپنے representatives elect کریں گے اور پھر hierarchyاوپر کی طرف چلے گی، پہلے صوبائی حکومت کی طرف اور پھر صوبائی حکومت سے مرکزی حکومت کی طرف۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہم پارٹی بنیاد پر الیکشن کروانے کی بات کر رہے ہیں تو definitely ہمیں اس چیز کو support کرنا چاہیے لیکن ہمیں اس چیز کا احساس بھی کرنا چاہیے کہ اس نظام کے تحت کئی آزاد امیدوار بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں اور عوام سے support حاصل کرتے ہیں اور جو ان کی personality اور جو ان کا منشور ہوتا ہے وہ ان کو attract کرتا ہے تو میرے ذاتی خیال کے مطابق ہم لوگوں کو یہ choice عوام پر چھوڑنی چاہیے کہ وہ پارٹی کے امیداور کو support کریں یا پارٹی کے امیدوار کو نہ support کیں۔ اصولی طور پر پارٹی بنیاد پر ہی الیکشن ہونے چاہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی رفیق وسان صاحب۔

جناب محمد رفیق وسان: شکریہ محترمہ سپیکر! ضمیر ملک صاحب بہت اچھی Resolution لائے ہیں۔ اگر ہم جو ابھی لوکل حکومت کا نظام چل رہا ہے اس کا analysis کریں تو اس میں کہا تو یہ گیا تھا کہ یہ non-party basis پر ہوگا مگر practically ہوا یہ کہ جو different panels بنے وہ حق پرست بنا، عوام دوست بنا یا جو بھی بنے تو انہوں نے نام تو بدلے مگر وہ سیاسی تھے اور جماعتی بنیادوں پر تھے۔ اوپر سے پارٹی کا نام نہیں تھا مگر تھے وہ سیاسی ہی تھے، جماعتی بنیادوں پر تھے۔ Practically پاکستان کے political cultural میں نہیں سمجھتا کہ without party, غیر جماعتی بنیادوں پر میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوکل حکومت کا جو الیکشن آئے گا اس کو پارٹی کی بنیاد پر کروایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی نیاز مصطفی۔

جناب نیاز مصطفیٰ: میڈم سپیکر شکریہ۔ ضمیر صاحب نے جو Resolution پیش کیا ہے یہ بہت عمدہ ہے اور ان کی جو سیاسی بصیرت ہے وہ اس کی عکاسی کرتی ہے۔ چونکہ یہ سیاست میں کام کر رہے ہیں ان کو اصل حقائق اور مسائل کا پتا ہے اس لیے انہوں نے یہ پیش کیا ہے۔ پچھلی دفعہ جو الیکشن ہوئے تھے وہ غیرجماعتی بنیاد کا نام تھا لیکن panels موجود تھے۔ جس کی وجہ سے وہی groups سامنے آئے تھے جو party based تھے۔ تو rivalry between the groups موجود تھی۔ اگر صوبے میں کسی اور کی حکومت تھی اور ضلع میں کسی اور پارٹی کا بندہ لگا ہوا تھا تو funds کی allocation نہیں ہوئی اور اگر ہوئی تو release نہ ہو سکے اور مختلف قسم کی hurdles create کی گئیں، اس میں مسائل ڈالے گئے۔ نشاط صاحب نے کہا کہ اگر پارٹی سسٹم ہوگا تو آزاد امیدواروں کو مسائل ہوں گے۔ اس طرح نہیں ہوتا جس طرح ہماری نیشنل اسمبلی میں party based system ہوتا ہے لیکن آزاد امیدوار آ سکتے ہیں وہ حصہ لے سکتے ہیں اور اس میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی rather اس سے بہتر نظام آسکتا ہے اگر کوئی آزاد امیدوار سب پارٹیوں کو beat کر کے آجائے تو اس سے بہتری پیدا ہوتی ہے اور لوگ اس پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ جہاں تک Resolution کا تعلق ہے اس میں تھوڑی سی amendment ہونی چاہیے اور اس میں ذکر ہونا چاہیے کہ الیکشن اپنے وقت پر ہونے چاہیے۔ جون میں اس کی معیاد ختم ہونے والی ہے اور این ڈبلیو ایف پی نے already اس کو declare کر دیا ہے کہ ہم فی الوقت اس ادارے کو suspend کر رہے ہیں۔ اس بارے میں بھی ہمارے ہاؤس کو consider کرنا چاہیے کہ جلدی جلدی مقامی حکومتوں کے الیکشن conduct ہوں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ معزز وقاص علی کوثر ۔

جناب وقاص علی کوثر: شکریہ محترمہ سپیکر۔ ضمیر صاحب نے ایک اچھی resolution پیش کی گئی۔ اس پر میرے کچھ سوالات اور کچھ تحفظات ہیں۔ پاکستان میں ہر district میں ہر سیاسی جماعت کی base نہیں ہے۔ وہ سیاسی جماعت جس کی base نہیں ہے اس کی representation کیسے ہوگی۔ جس طرح نیاز صاحب نے بات کی کہ اگر الیکشن اپنے مقررہ وقت پر ہوں گے تو میں اس حوالے سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو اس طرح رکھیں کہ پاکستان میں نیشنل اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور مقامی حکومت کے الیکشن اکٹھے ہوں ورنہ آج اگر پنجاب میں پی ایم ایل (ن)کی حکومت ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر پارٹی کی بنیاد پر الیکشن کروائیں تو تمام کے تمام ناظمین پی ایم ایل (ن) کے نہ ہوں۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی بنیاد یہ ہو سکتی ہے کہ اس کو تمام level پر same رکھیں اور اس کے علاوہ ایک Federal, Provincial and District level پر ایک رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں flaw یہ ہے کہ اگر آپ اس کو same نہیں رکھیں گے تو اگر صوبائی حکومت میں کوئی اور حکومت ہے اور لوکل سطح پر کوئی اور ہے تو پھر financial autonomy district کی انتہائی متاثر ہوگی۔ اس میں ایک چیز یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ان کے الیکشن ساتھ نہیں ہوتے تو revenue generation کا processکسی بھی ڈسٹرکٹ کو empower کرنے کے لیے، ڈسٹرکٹ کا level اگر division تک بڑھایا جائے تو ایک alternative مل سکتا ہے۔ Overall I support this Resolution لیکن اگر یہ ہو کہ ڈسٹرکٹ ، صوبائی اور Federal level پر اگر اکٹھے الیکشن نہیں ہوتے تو پھر it will be just a pump and show. Thank you.

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: محترمہ جیسے بھائی نے کہا کہ بہت سی پارٹیاں ہیں ان کے تمام ضلعوں میں امیدوار یا support نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے ۔

چوہدری عثمان احمد: میڈم سپیکر! اگر یہ آخر میں بول دیں کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ time دیں گی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عبداللہ زیدی۔

جناب محمد عبداللہ زیدی: شکریہ محترمہ سپیکر! عرض کچھ اتنا کرنا تھا کہ ضمیر صاحب کی نیت پر مجھے قطعی شک نہیں ہے ۔ ضمیر صاحب کی نیت پر کسی کو شک ہو بھی نہیں سکتا۔ بات یہ ہے کہ ضمیر صاحب نے جو Resolution لکھی ہے اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی اور انہوں نے بتایا نہیں۔ انہوں نے اول تو سیاسی وابستگی کی بات کی ہے تو سیاسی وابستگی نہ بھی ہو ، نظریاتی harmony تو کسی کے ساتھ ہو سکتی ہے اور پھر اس کو misuse کیا جاتا ہے۔ چلیں اگر کسی کے ساتھ سیاسی وابستگی ہو بھی جائے تو کوئی سیاسی آدمی خدمت کر لے اس میں کیا بری بات ہے۔ ایک آزاد بھی الیکشن کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے اور سیاسی آدمی بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ رہی بات influence کی کی پولیس کو manipulate کیا جاتا ہے۔ اکثر ہوتا ہے یہ کہ سیاسی لوگ اگر عہدے سنبھال لیں تو پولیس کو بہت manipulate کیا جاتا ہے۔ پولیس آرڈر 2002 میں بہت واضح ہے کہ اندرونی تفتیش میں ضلع ناظم دخل نہیں دے سکتا لیکن کچھ چیزیں ہیں جن میں اس کا jurisdiction ہے اور کچھ اہداف ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے ساتھ مل کر بیان کر سکتا ہے۔ اسی طرح ضمیر صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ان پر بات کریں آج مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ لوکل حکومت میں reforms کی بات ہم نے بالکل نہیں کی۔ یہ بات طے ہے کہ کمشنری نظام فرسودہ ہے اور local government is the way to go forward ہمیں آج reforms پربات کرنی چاہیے تھی ناکہ fatty debatesمیں جاتے کہ کمشنری نظام بہتر ہے یا لوکل نظام بہتر ہے۔ ہم صرف لوکل حکومت کے reforms پر آج بات کرتے اور کوئی resolution اس میں آتی تو بہت خوشی ہوتی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم یاور حیات صاحب۔

جناب یاور حیات شاہ: شکریہ محترمہ سپیکر! میں سب سے پہلے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بات ہو رہی ہے کہ systems dictators نے دیئے لیکن اگر ہم Constitution of Pakistan دیکھیں Article 32 میں directives for principle policies میں مقامی حکومت کے سسٹم کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ یہ 1973 میں اس کو propose کیا گیا تھا ایک پالیسی لائن دے دی گئی تھی کہ اگر حکومت کوئی پالیسی بنائے گی تو لوکل حکومت کا system introduce کروایا جائے گا۔

اس کے بعد 3 tier system of local government, decentralization of fiscal, administrative and political paradigmکی بات اس میں کی گئی ہے ۔ اس resolution میں پارٹی basis election کی بات کی گئی ہے یہ بہت اچھی بات ہے اور جمہوریت کا pre-requisite ہےکہ کسی بھی جمہوری نظام میں سیاسی پارٹیاں عوام کی demands کو articulate and aggregate کر کے decision making end تک پہنچاتی ہیں تو اس party based الیکشن کا فائدہ یہ ہوگا کہ result اور جو decision making end پر جو لوگ آئیں گے وہ برادری اور ذات کی بنیاد پر نہیں آئیں گے personality oriented لوگ نہیں ہونگے لیکن وہ ایک consensus based انتخابات کے نتیجے میں آئے ہونگے۔

اس کے علاوہ یہاں پر نشاط صاحب نے independent candidates کی بات کی کہ پارٹی کی طرف سے جو لوگ آئیں گے اس سے آزاد لوگوں کا راستہ رکے گا لیکن ایسا نہیں ہوگا جیسے ان کے فاضل ممبر نے واضح کیا ہے کہ آزاد لوگوں کے لیے ہمیشہ room رہتا ہے۔ irony of last election یہ تھی کہ ضلع ناظم کے جو الیکشن ہوئے تھے اس میں ان لوگوں کو directly or indirectly political parties نے support کیا تھا ۔ اگر بڑے شہروں میں آپ دیکھیں تو ضلعی ناظم پارٹیوں کے تحت لگے ہوئے ہیں۔ جس طرح لاہور کا ضلعی ناظم مسلم لیگ (ق) سے تعلق رکھتا ہے۔ کراچی کے ڈسٹرکٹ ناظم ایم کیو ایم سے ہیں اور انہوں نے مختلف نام استعمال کئے تھے۔ عوام دوست گروپ، وطن دوست گروپ اور حق پرست گروپ ، ان بینروں کے under انہوں نے الیکشن لڑے تھے ۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پارٹی based election ہوگا تو local level پر ایک political recruitment mechanismسامنے آئے گا جس سے پارٹیوں میں اچھے لوگ سامنے آئیں گے اور نوجوانوں کو سیاست میں آنے کا موقع ملے گا۔ Political process میں ایک بڑا check elecgtion ہوتا ہے۔ Political systemمیں سب سے بڑی accountability election ہے۔ جب چار یا پانچ سال بعد منتخب ممبران اپنی constituencyمیں ووٹ لینے کے لیے واپس جانا پڑتا ہے تو لوگ اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ who will govern them? Which party will govern them? اس سے political parties کی monopoly بھی ختم ہوگی کیونکہ grass root level پر لوگ ان کو اچھی طرح جان سکیں گے۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی اے ڈی طاہر صاحب۔

جناب اللہ دتہ طاہر: شکریہ محترمہ سپیکر! ضمیر صاحب نے بہت اچھی insight دی۔ میں اتنا add کرنا چاہوں گا کہ جو ہمارے countryside areas ہیں وہاں پر party based election کی بجائے وہاں پر یہ ہوتا ہے کہ فلاں پیر صاحب نے کہا، فلاں وڈیرہ یا برادری سسٹم ہوتا ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ عوام زیادہ تر یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جی پارٹیاں تو صرف اپنے لیے ہی کام کرتی ہیں اور اگر پیپلز پارٹی جیتے گی تو اپنا گھر بھریں گے، مسلم لیگ جیتے گی تو اپنا گھر بھریں گے۔ اسی لیے زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ آزاد لوگ جیتتے ہیں۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بندہ آزاد ہے اس کا کسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ہمارے کام کرے گا۔ جب ہم ادھر یہ کر دیں گے کہ political parties affiliation لازمی ہونی چاہیے تو definitely political parties ایک گاؤں میں یا village level تک ان کا influence ہوگا لوگ ان کو سمجھ سکیں گے لوگ ان کا ایجنڈا سمجھ سکیں گے اگر ایک گاؤں کا بندہ ایک پولیٹکل پارٹی کی بنیاد پر الیکشن لڑ رہا ہے تو لوگوں کو یہ تو ہوگا کہ اگر پیپلز پارٹی ہے تو وہ پیپلز پارٹی کو سمجھ سکیں گے، (ن) کو سمجھ سکیں گے، یا جو بھی political party ہے کیونکہ ان کو یہ پتا ہوگا کہ یہ بندہ یہاں سے جیت کر ہمارے ہی قریب ہے اور ہمارے ساتھ ہے، ہمارے لیے کام کر رہا ہے۔ اب جب 2008 میں الیکشن ہوا تو لوگوں کو یہ نہیں پتا تھا کہ ہم تیر پر مہر لگانے جا رہے ہیں یا شیر پر مہر لگانے جا رہے ہیں یہ کیا چیز ہے۔ ان کو یہی پتا تھا کہ ہم فلاں بندے کے لیے، فلاں پیر صاحب کے لیے ووٹ دینے جا رہے ہیں۔ تو جو political awareness ہے وہ grass root level تک ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی چوہدری عثمان صاحب۔

چوہدری عثمان احمد: بہت شکریہ محترمہ سپیکر۔ اب تک جو ہاؤس میں sense آئی ہے وہ یہ لگ رہا ہے کہ ہم غیر جماعتی الیکشن کے کچھ pros and cons discuss کر رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا پہلے categorically pluses بتا دیتا ہوں اگر non-politically bar کو ختم کر دیا جائے ۔ First of all آپ کی جو secret affiliation with the party ہے جو کہ announced affiliation نہیں ہے وہ آپ کے سامنے expose ہو جائے گی ۔ Just likeکہ ایک پوٹلی میں بند سانپ is most dangerous than ایک سانپ جو آپ کے سامنے کھڑا ہو۔ دوسرا آپ کی جو synergy between the local bodies ہے اور جو صوبائی اسمبلی کے ممبران ہیں ان میں ایک synergy develop ہونے کے chances ہو سکتے ہیں اگر پارٹی affiliation نہ ہو because same constituency ہوگی، same school of thoughts ہونگے ، same party local and provincial level پر elect ہو جائے گی۔

جناب والا! جہاں سے میں دیکھ رہا ہوں اس کے mines مجھے بہت نظر آرہے ہیں۔ سب سے پہلی بات کہ favoritism ہوگا ۔ کراچی کو میں نے بہت deeply visit نہیں کیا لیکن ضمیر صاحب بہتر بتا سکیں گے کہ مصطفیٰ کمال اگر سہراب گوٹھ میں جا کر کوئی گلی بنانے کا سوچے گا تو اس کو پہلے بہت زیادہ سوچنا پڑے گا بہت زیادہ permissions لینی پڑیں گی، بہت سوچنا پڑے گا۔

تیسرا یہ کہ ہماری عوام personality based politics and iconization پر بہت زیادہ ڈسی جا چکی ہے۔ ہم لوگ ایک بندے کے نام پر ہر affiliated بندے کو ووٹ دیتے ہیں irrespective of کہ اس کا اپنا potential کیا ہے تو یہ چیز بہت پروان چڑھے گی کہ اگر ایک شخص ایک پارٹی سے related ہے اور اس کو ووٹ اس پارٹی کی وجہ سے ملتے ہیں نا کہ اس کی اپنی capabilities کی وجہ سے ملتے ہیں۔جس طرح ہمارے Federal Capital میں دیکھ کہ یہاں پر ایسے incidents ہیں جہاں پر چار چار کروڑ کی ایک popular جماعت کی tickets بکی ہیں۔یہ چیز پھر ناظم level تک بھی آجائے گی۔

آخری جو کہ most importantly کہ ہم یہاں پر ایک عام آدمی جس کو current political system کا part بننے سے پہلے بہت بار سوچتا ہے اور پھر بھی نہیں بن سکتا اس کو empower کرنے کی بات کررہے ہیں لیکن یہ bracketing اگر لگ گئی تو پھر ایک اور bar آجائے گا ایک اور limitation آجائے گی ایک اور constraint آجائےگا ایک عام آدمی کو سیاست میں آنے کے لیے۔ شکریہ۔

جناب انصار حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ سپیکر! ہم لوگ رونا تو اس بات کا روتے ہیں کہ نئی سیاسی قیادت سامنے نہیں آرہی۔ بلاول بھٹو، مونس الہیٰ اور حمزہ شریف ہی ہمارے مستقبل کے لیڈر ہوں گے۔ جب ہمیں موقع مل رہا کہ party affiliation کے ذریعے grooming ہو، ہمارے لیڈران آگے آئیں، ہمیں even right to vote کا پتا چلے۔ بنیادی طور پر سیاسی پارٹیاں ایک ادارہ ہیں جو آپ کو سیاست سکھاتی ہیں تو بغیر پارٹی affiliation کے ہم یہ چیزیں نہیں سیکھ سکتے۔ مجھے بڑی حیرت ہے کہ ہمیں ایسی مضحکہ خیز demands نہیں کرنی چاہیں کہ political affiliation نہ ہو۔ Political partyآپ ایک منشور دیتا ہے، ہر چیز بتاتا ہے ورنہ آپ کو ایک نئی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب اگر آپ کچھ کہنا چاہیں ۔

Mr. Usman Ali: Madam Speaker before Zamir replies I would like to put another question.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عثمان صاحب۔

جناب عثمان علی: محترمہ سپیکر! ضمیر صاحب نے جو non-party basis پر الیکشن کروانے کی بات کی ہے توجو local bodies ہیں ان کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے لیے گلی کوچے بنوائیں، نالے بنوائیں۔ اب پارٹیاں منشور رکھتی ہیں اسی کی بنیاد پر پالیسیاں بنائیں گے۔ اگر نیشنل اسمبلی کے الیکشن منشور پر ہو جائیں تو بہتر ورنہ گلی کوچے بنانے والوں کے لیے کوئی منشور نہیں، اس پر الیکشن نہیں ہونے چاہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو عثمان بھائی کا جواب دینا چاہوں گا۔ صرف گلی کوچے بنانے کی بات نہیں ہے جو devolution of power ہوتی ہے یا decentralization ہوتی ہے اس میں عوام کو طاقت دی جاتی ہے کہ نیچے کا طبقہ اپنا حق لے سکے۔ حق صرف گلی محلہ نہیں ہے، حق تعلیم اور صحت بھی ہے جب اس کے اوپر بات ہی نہیں ہے، وہ یو سی میں بیٹھ کر یا یو سی سے باہر اس کو کوئی بندہ نہیں جانتا، یا وہ غیر سیاسی بندہ ہے تو وہ کیسے اوپر سے یہ چیزیں لے سکے گا۔ پھر ایک بھائی نے کہا کہ ہر ڈسٹرکٹ میں سیاسی پارٹیاں نہیں ہوتیں، کیوں نہیں ہوتی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس جنرل کا دل چاہا وہ رات کو سویا صبح اس نے مارشل لاء لگا دیا آٹھ سال تک الیکشن ہی نہیں ہوئے۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب بار بار الیکشن ہوتے رہیں گے تو جو بھی سیاسی پارٹی اس الیکشن میں اگر کام نہیں کرے گی تو چار سال بعد پھر الیکشن ہو گا وہ ڈھل جائے گی اور جو صحیح سیاست دان نہیں ہیں، اچھے سیاست دان نہیں ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ عوام اسی پارٹی کو چنے گی جو واقعی ان کی نمائندہ ہے۔ جہاں تک یو سی کی بات کی جاتی ہے آپ نے جیسے تحریک انصاف کی بات کی۔ اب تحریک انصاف کے پاس اتنی عوام نہیں ہے کہ وہ ان کو اکٹھا کر سکے لیکن کوئی تو ان کی ایسی یو سی ہوگی جہاں سے وہ اپنی یوسی لے سکتے ہوں۔ لاہور میں ان کے بہت سارے لوگ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر سیاسی بنیادوں پر الیکشن ہونگے تو تحریک انصاف کا کوئی نہ کوئی بندہ یو سی ناظم بن جائے گا۔ اسی طرح اور بہت سی پارٹیاں ہیں لیکن اگر غیر سیاسی ہوتے رہیں گے تو ایک ایسا بندہ آئے گا جو غیر سیاسی ہوگا اور سیاسی جماعتوں کے بارے میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی جماعتیں کچھ نہیں ہیں۔ سیاسی جماعتیں آپ کو ایک culture دیتی ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے اندر بھی جمہوریت ہونی چاہیے اور جو سیاسی جماعت کسی بندے کو یو سی ناظم کا الیکشن لڑوائیں گی وہ بھی تو اپنا mandate لے کر آئے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ بلاول بھٹو کسی کو announce کر دے یا حمزہ شریف کسی کو announce کردے کہ بھئی فلاں یو سی سے الیکشن لڑے گا ۔ ایسا نہیں ہوتا ۔ سیاسی پارٹیوں کو آپ نے آج تک سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ آج تک بہت غلط پراپگنڈہ کیا گیا ہے۔ جرنیلوں کو پتا ہے کہ جس دن سیاسی پارٹیاں مضبوط ہوگئیں تو پھر ہم جو آٹھ دس سال بعد آکر قبضہ کر لیتے ہیں ، یہ قبضہ نہیں کر سکیں گے۔ سیاسی پارٹیوں میں ایسا نہیں ہوتا، سیاسی پارٹیوں میں تو سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ میں آپ کو ایسی مثالیں دے سکتا ہوں کہ جہاں پر کسی پارٹی نے کسی ایسے شخص کو ٹکٹ دے دیا، ان الیکشنوں میں جب پیپلز پارٹی شہید بے نظیر بھٹو کے شہید ہونے کے بعد جب انہوں نے سندھ میں سے ایک ایسے بندے کو ٹکٹ دیا جو عوام کا نمائندہ نہیں تھا تو کیا ہوا وہ الیکشن ہار گیا۔ تمام جماعتوں کے اندر، چاہے وہ مسلم لیگ (ن) ہو یا پیپلز پارٹی ہو ان کے

اندر جمہوریت ہے۔ یہ جو چھوٹے موٹے فیصلے ہوتے ہیں یہ seats کے فیصلے ہوتے ہیں باقاعدہ ان کی district councils ہوتی ہیں، صدور ہوتے ہیں، جنرل سیکرٹریز ہوتے ہیں، باقاعدہ ووٹنگ کے بعد ہوتا ہے اگر یو سی پر ایسا نظام آجائے گا تو ایک سیاسی کلچرل ہوگا اور لوگ سیاست میں involve ہو جائیں گے۔

اس کے بعد عبداللہ زیدی بھائی نے کہا کہ نظریاتی وابستگی ہوتی ہے چاہے وہ کوئی بھی بندہ ہو اگر وہ غیر جماعتی ہوگا تو اس کی نظریاتی وابستگی ہوتی ہے تو میرے بھائی نظریات تو تبدیل ہوتے رہتے ہیں لیکن جو ایک سیاسی پارٹی ہوتی ہے اس کا منشور وہ کم از کم حالات و واقعات کے مطابق، عوام کے مطابق ہوتا ہے لیکن جو نظریہ ہوتا ہے وہ میرا نظریہ ایک چیز کے بارے میں کچھ اور ہے ہو سکتا ہے میرا یو سی ناظم بولے نہیں بھئی تم غلط بول رہے ہو۔ عوام بول رہی ہے کہ میرا نظریہ یہ ہے۔ نظریات کی بات نہیں، منشور کی بات ہوتی ہے۔

عثمان بھائی نے کہا کہ secret affiliation اور سہراب گوٹھ والی بات کی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو الیکشن برادریوں کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ کراچی میں الیکشن ہوا وہ تھا تو سیاسی لیکن تھا وہ ethnic ایک طرف سندھی اور پنجابی تھے ایک طرف پٹھان تھے اور ایک طرف اردو بولنے والے تھے۔ اب مصطفیٰ کمال صاحب جب سہراب گوٹھ جاتے ہیں تو سہراب گوٹھ میں یوسی کا ناظم وہ پٹھان ہے اس کی وابستگی اے این پی سے ہے لیکن چونکہ وہ غیر جماعتی بنیادوں پر elect ہوا ہے اب مصطفیٰ کمال صاحب اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم مجھے development سے کیوں روکتے ہو اور وہ روکتا ہے۔ مصطفیٰ کمال صاحب نے سہراب گوٹھ میں جا کر جب بھی کوئی پراجیکٹ کرنے کی کوشش کی تو ہمارے پٹھان دوست سارے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اب مصطفیٰ کمال یہ بھی بیان نہیں دے سکتا کہ اے این پی کا بندہ ہے اور اے این پی کے لوگ مجھے کام کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیوں؟ کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ایک بندہ آیا ہی غیر جماعتی بنیاد پر تو اب ظاہر سی بات ہے کہ وہ ہزار بندہ لے کر آئے، دو ہزار بندہ لے کر روکے گا تو میں اس کو کیا blame دوں۔ اگر وہی بندہ سیاسی بنیاد پر elect ہوا ہوتا تو آج جب مصطفیٰ کمال وہاں پر development کے لیے جاتے اور آگے سے کوئی روکتا تو پتا چل جاتا کہ کس پارٹی کا بندہ ہے اور اس کو کون support کر رہا ہے۔

اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ سیاسی بنیادوں پر جب ہم الیکشن کی بات کرتے ہیں تو ہم سیاسی culture کی بات کرتے ہیں کہ افہام و تفہیم کا culture آئے گا۔ سیاسی جماعتیں اگر مضبوط ہونگی تو ایک ایسا culture آئے گا جس کی ذریعے پاکستان میں ترقی ہو سکتی ہے جب تک سیاسی جماعتیں مضبوط نہیں ہونگی پاکستان میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ حالیہ جتنے بھی ناظمین ہیں میں ان کے لیے ایک شعر کہوں گا ۔ یہ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ یہ پولیس آرڈر کی بات کرتے ہیں، پولیس تو ساری پرویز مشرف کے ہاتھ میں تھی اس نے جس ناظم کا بولا اس کو جتوا دیا۔ کوئی عوام کا نمائندے نہیں ہیں۔ میں آخر میں یہ شعر کہوں گا ۔

لیے جو پھرتے ہیں تمغہ فن،رہے ہیں جو ہم خیال رہزن
ہماری آزادیوں کے دشمن، ہماری کیا راہبری کریں گے

Madam Deputy Speaker: Now I put the Resolution to the House. It has moved that “this House is of the opinion that the upcoming Local Government Elections should not be conducted on non-party basis and political parties should be allowed to run for Local Government elections.”

(The Motion was carried.)

Madam Deputy Speaker: Consequently, the Resolution is adopted. The last item on the agenda today is again a Resolution by Mr. Waqar Nayyar and Mr. Abdullah Zaidi.

Mr. Waqar Nayyar: Thank you Madam Speaker, the Resolution is that I want to move in conjunction with Mr. Abdullah Zaidi reads as follows:

“This House condemns the haste with which the peace agreement was scrapped. We believe that once an accord was signed, all possibilities should have been explored and more time should have been given, before resorting to an all-out military action.”

میڈم سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سیشن میں جب سوات agreement کی بات چل رہی تھی تو میں نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہی کہا کہ تھا کہ ایک دفعہ اگر آپ ایک گروپ کو alternative to sovereignty ایک خاص علاقے میں provide کردیں گے تو یہ ایک non-tractable solution ہو جائے گا ایک بہت گندہ precedence set ہو جائے گا ۔ پھر اگر آپ یہ precedence set کریں گے تو پھر آپ کو legitimately follow upکرنا پڑے گا ورنہ تاریخ میں اس قدر گندی مثال قائم ہو جائے گی۔ Government کی haphazardness کی Government کی lack of foresight کی اور Government’s willingness to capitulate under immediate pressure کی اس قدر گندی مثال قائم ہو جائے گی جس کو پھر بہت سارے groups بعد میں capitalize کریں گے۔ Having said that جب آپ نے جن بھی وجوہات کی وجہ سے ایک agreement سوات میں کر لیا ہے ۔ نظام عدل کی بات آپ نے کر لی ہے تو جس طرح عمران خان صاحب کہہ رہے تھے آپ پھر اس کو follow through کریں اور اس گروپ کو جس کے ساتھ آپ نے agreement signکیا ہے اس کو completely expose کریں not only to the people of that area نہ صرف سوات کے لوگوں کے سامنے اس کو expose کریں بلکہ پاکستانیوں کے سامنے بھی properly expose کریں ۔ کیونکہ اگر آپ نظام عدل جیسے نظام کو چلنے کے لیے صرف دس دن دیں گے اور اس کے بعد آپ ایک all out military action launchکردیں گے۔ جب hundreds of thousands civilian causalities آنا شروع ہونگی تو اس کے بعد پھر وہی ہوگا کہ جس طرح لال مسجد میں پوری عوام اورmedia, action, action چینختے رہے تھے دو تین مہینے تک، جب action ہوگیا اور سب کچھ کر دیا تو اس کے بعد پتا چلا کہ اتنی civilian causalities ہوگئی ہیں اور وہ پوری چیز حکومت کے گلے پڑ گئی۔ بجائے اس طرح کی chronic mistakes repeat کرنے کے بجائے یہ کرنے کے اگر آپ نے ایک دفعہ agreement کر لیا ہے تو properly exposeکرنے دیں وہ جو لوگ genuinelyیہ سمجھ رہے تھے کہ شریعت نافذ ہو جائے گی اور اسلام کا بول بالا ہوگا اور اسلام کا بول بالا ہوگا اور معاشرے میں عدل ہو جائے گا وہ لوگ خود ہی بیٹھ جاتے۔ یہ جو دہشت گرد ہیں جو بندوق کے زور پر اپنی اجارہ داری جمانا چاہتے ہیں۔ جو وہاں پر صرف gain of personal power کے لیے operateکر رہے ہیں یہ اپنے آپ کو fullyاور کھلم کھلا exposeکردیتےas usurpers and as pursuants of power اور پھر جب ان کے خلاف operation کرتے تو اس دوران میں زیادہ تر civilian populationابھی تو خالی one million estimateہے اس سے زیادہ لوگ سوات میں موجود ہیں وہ باہر آجاتے۔ پھر جب آپ action conductکرتے اور جو بھی کام کرتے اس کی نہ صرف public buoying زیادہ ہوتا، پاکستانی عوام کی سپورٹ زیادہ ہوتی بلکہ جو collateral damage سوات کے اندر ہے اور جو long term damage to the infrastructure of the areaہے وہ بھی کم ہوتا۔ اس resolution کو move کرنے کا یہ بنیادی مقصد ہے۔

اس کے علاوہ آج کی theme کے مطابق تھوڑی سی بات بھی میں کرنا چاہوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ یہ والی چیزیں اس طرح کے extremism ہماری عوام کو اپیل کرتے ہیں۔ بات صرف یہ ہے جس طرح ضمیر بھائی نے کہا کہ political parties کا culture ہے اور political parties کی values ہیں اور political parties inherited democratic ہیں اگر یہ سب کچھ ہوتا تو ایک بندہ آکر کسی کا دروازہ کھڑکا کر یہ کہتا کہ کیا اگر اس معاشرے میں صداقت ، امانت اور ایمانداری کی values لاؤں تو کیا تم میری supportکرو گے تو کیوں وہ بندہ ان کی supportکرتا ہے ۔ صرف اس وجہ سے کہ ابھی جو current political parties ہیں یہ ایک open secretہے کہ ان کے اندر principlesکے نام کی، honestyکے نام کی چیزیں پائی ہی نہیں جاتی۔ جو جتنا بڑا بدمعاش ہے، جو جتنا بڑا hypocrite ہے وہ ہمارے ملک کے اندر اتنا بڑا سیاست دان ہے۔ جب تک آپ ان چیزوں کو صحیح نہیں کریں گے، جب تک آپ اسلام ہمیں جو values سکھاتا ہے ہم خود ان کی ownership نہیں لیں گے تو خالی آپ ان کو ایک طرف bound کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا کیونکہ سچ کی بات، اچھی بات کس کو appeal نہیں کرتی۔ بات یہ ہے کہ جو ہماری اچھی values ہیں ان کی خود ہمیں ownership لینی چاہیے وہ ہمیں خود اپنی سوسائٹی کے اندر promoteکرنی چاہیے اور اپنے لوگوں کی آنکھیں کھولنی چاہیے کہ اگر آپ ابھی بھی اپنے حالات درست نہیں کریں گے تو ایسا آپ پر عذاب نازل ہوگا جس طرح منگول نازل ہوئے تھے اور انہوں نے ہماری unjust societyکو تہس نہس کر دیا تھا۔ اس طرح سے یہ ایک نیا فساد اپنے اوپر آگیا ہے اور یہ it is redemption from

جو کہ اس قدر decadence کی extreme پر پہنچ گیا ہے۔ تو the current system that was just another side point I would only to add مگر بنیادی طور پر resolution کا مقصد یہی ہے کہ آپ اس کو وقت دیں اور military operation سے پہلے تھوڑا صبر کریں۔ شکریہ۔

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم پوائنٹ آف آرڈر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب تشریف رکھیں please .
All the members would just be given two minutes to speak because I have a long list of members who want to speak. After two minutes you will not be allowed to speak. Honorable Abdullah Laghari.

جناب محمد عبداللہ لغاری: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ جو resolution یہاں پر آئی ہے اس سے پہلے جس طرح ضمیر صاحب نے کوشش کی کہ وہ آرمی کی support کے حوالے سے۔ دیکھیں کوئی آرمی کی support کو denyنہیں کر رہا اور نہ ہی کوئی حکومت سے confrontation لے رہا ہے۔ اس resolution کا مقصد یہی ہے کہ حکومت اس طریقے کی adviceکی جائے کہ دیکھیں جو اس وقت وہاں پر حالات ہیں آپ نے ایک dealکی ہے آپ نے اس dealکے حوالے سے اتنا timeframeنہیں دیا کہ وہ پھلے پھولے اور اس واقعہ کے facts قوم کے اوپر عیاں ہوں۔ اس کی وجہ بنیادی طور پر یہی ہے کہ دیکھیے اس کے background میں جائیے بات ہم یہ نہیں کر رہے کہ وہاں پر بیٹھے ہوئے فریق صحیح ہیں نہ ہی ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ صوفی محمد جیسے لوگ صحیح representationدے ہیں یہ کہہ کر کہ جمہوریت کفرہے یا اس کا سارا نظام کفر ہے۔ ہم یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ سیدھی سی بات ہے کہ طالبان جب ایک علاقے میں جاتے ہیں تو وہ ایک تو enforcement کے ذریعے وہ اپنی support gather کرتے ہیں اس کے علاوہ جو ان کو support gather ہو رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا reasons ہیں کہ آخر وہ writ of the Governmentکو challenge کرتے ہوئے ایک الگ نظام مانگ رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ عناصر ایسے ہیں جو حکومت کی support میں نہیں آرہے جو ان کے control میں نہیں آرہے۔ ہمیں یہ بات سمجھنے کی کوشش کرنی ہوگی کہ مرکز میں بیٹھے ہوئے کچھ وزراء جن میں رحمٰن ملک صاحب خصوصی طور پر جن کا نام میں یہاں پر mentionکروں گا وہ اس علاقے کے فیصلے نہیں کرسکتے جہاں پر انہوں نے آج تک visit ہی نہیں کیا۔ جہاں کی ground reality کا ان کو کچھ پتا ہی نہیں ہے۔ اس بات کو آپ سمجھیں کہ وہاں کے طالبان اگر وہاں پر support gather کر رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ شاید وہاں پر حکومت موجود ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر لوگوں کا معاشی قتل ہو رہا ہے۔ اس کامطلب یہ ہے کہ social backlash وہاں پر موجود ہے شاید اسی لیے وہ عناصر وہاں پر قوت حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کسی کو temporarily relief دیں گے اور اس کو اگر حکومت کی طرف سے کسی قسم کا relief میسر نہیں آرہا وہ ایک قدرتی انسانی psyche ہے کہ انسان اس طرف جائے گا جہاں پر اس کو reliefملے گی۔ یہ قطعی طور پر کہنا کہ ہم حکومت سے confrontationلے رہے ہیں یا آرمی سے لے رہے ہیں ہم یہ قطعی طور پر نہیں کہہ رہے ۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ adviceکی جائے آرمی اور حکومت کو کہ اس stepکو پورا وقت دیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عرفان بٹ۔

جناب عرفان بٹ: شکریہ میڈم سپیکر۔ شروع میں ایسے کروں گا کہ ہماری جو peace dealہوئی تھی وہ TNSMکے ساتھ ہوئی تھی صوفی محمد کے ساتھ ہوئی تھی جو TNSM کی head ہیں، طالبان کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ طالبان نے اس چیز کا فائدہ اس طرح اٹھایا کہ طالبان spokesman نے openly یہ کہا ہے کہ arms are the ornament of Muslims and symbol of honor for Pashtoon. Therefore, they will never disarm. اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ان کے پاس arms رہیں گے اگر آج ہم ان کی ساتھ peace deal کرتے ہیں تو ان کے پاس arms ہیں، وہ کسی وقت بھی ان arms کو استعمال کر کے دوبارہ کسی اور علاقے میں بھی جا سکتے ہیں۔ سوات deal جو ہوئی تھی وہ سوات کے علاقے تک ہوئی تھی وہ بونیر تک آگئے تھے اور اسلام آباد سے پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر بونیر ہے وہ کسی وقت بھی capital میں آسکتے ہیں اس کے بعد آپ کے پاس کوئی نہیں رہے گا کہ آپ ان کو روک سکیں۔ اس وقت طالبان not more than 35 thousand. اگر ابھی آپ ان 35 ہزار کو اگر نہیں ختم کریں گے تو کل کو وہ ساٹھ ہزار ہو جائیں گے اگر اسی طرح آپ peace deal کرتے

رہیں گے۔ 2005 میں یہ شروع ہوا تھا اور ابھی تک ہم peace deals پر ہی ہیں۔ Peace deal اب اور کچھ نہیں کرے گی۔ اگر ہم اسلامی تاریخ میں جائیں تو ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ پہلے ہم ہمیشہ peace dealکی ہی بات کرتے ہیں۔ ہم جس علاقے میں بھی اسلام پھیلانے کے لیے جاتے تھے پہلے تبلیغ کرتے تھےاگر وہ نہیں مانتے تھے تو پھر ہم اس کے اوپر حملہ کرتے تھے۔ ابھی بھی اگر ہم نے peace deal کی تھی وہ اسی وجہ سے کی تھی کہ وہاں پر ہمیں امن چاہیے تھا لیکن طالبان نے اس کا مطلب غلط لے لیا۔ The very next day of the signing of agreementجو طالبان تھے انہوں نے incoming DCO کو kidnap کیا تھا اور اس کے against تین طالبان انہوں نے چھڑوائے تھے۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: I will not allow any point of order. Please sit down Niaz Mustafa. No points of order at this time we do not have time. Honourable Mohsin Saeed sahib. Mr. Essam Rehmani, I did not take any point of order in this Resolution form the Blue Party. I asked Mr. Zamir Malik to sit down and not to raise any point of order.

جناب محسن سعید: محترمہ سپیکر! میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ بے حکمتی اور بے تدبیری کی انتہا ہے کہ پانچ ماہ کے لگاتار اور تباہ کن فوجی operation کے بعد ایک نظام عدل Regulation کا نفاذ ہوا ۔ وہاں کے لوگ اس سے کافی زیادہ خوش تھے لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے دو ہفتے کے بعد ہی دوبارہ operation شروع کر دیا گیا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جب بھی ہمارا کوئی حکمران امریکہ جاتا ہے تو پیچھے سے کوئی نہ کوئی اس طرح کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ میں کہوں گا کہ ان لوگوں کی جو ملاقاتیں ہیں یہ فریاد یتیم بن جاتی ہیں۔ نہ ان میں کوئی جرات اظہار ہوتا ہے ، نہ ان میں تاب انکار ہوتا ہے اورنہ ہی ان میں کوئی مجال تکرار ہوتی ہے، ان کی گفتگو کا ہر ہر لفظ خوشامد کے شہد میں گوندھا جاتا ہے ۔ جناب سپیکر! عمران خان صاحب نے کل بڑی تفصیل سے یہ بات سمجھائی تھی کہ یہ جو فوجی operation ہے نہ تو یہ کبھی مسائل کا حل ہے اور نہ کبھی مستقبل میں ہوگا۔ آپ صرف اس بات سے اندازہ لگائیے کہ دس لاکھ کے قریب شدید گرمی میں ، راولپنڈی کے علاقے میں ، مردان کے علاقے میں، وہ کیسے ان کو accommodate کریں گے ۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ، عورتیں ہیں، جوان ہیں آپ اخبارات میں تصاویر دیکھیں وہ برتن لیے لائنوں میں کھڑے ہیں۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ اتنی جلدی، دس دن ہوئے ہیں آپ نے دوبارہ operation شروع کر دیا ہے۔ ظاہر ہے اس سے بات ٹھیک نہیں ہوگی۔ اس پر سوچنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی سید محسن رضا۔

سید محسن رضا : بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ بات کا آغاز کچھ اس طرح سے کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وقت مختصر ہے۔ Thomas Jefferson America کے ایک معروف سیاست دان تھے انہوں نے civil war کے زمانے میں یہ فرمایا تھا، "we must never fear to negotiate but we must never negotiate out of fear". Currently ہمارا جو نظام عدل کا accord ہوا ہے اور جس کو نام دیا ہے نظام عدل کا، this is an outcome of fear and confusion on part of the Government. جب اے این پی کے لیڈران کے سوات میں گھر تباہ ہونے شروع ہوگئے، جب ان کو سرحد کے علاقے میں خودکش حملوں کے ذریعے assassinateکرنا شروع کر دیا گیا تو they were left with no other alternative but to strike a peace deal with whom, میڈم سپیکر یہ وہ لوگ ہیں اگر آپ ملا صوفی محمد کی background میں جائیں جب امریکہ نے 2001 میں افغانستان کو invade کیا، this gentleman took a lashker of more than 2000 young men under his leadership to fight those aggresses and at the end he came back alone with no accountability کہ جی ان دوہزار ڈھائی ہزار لوگ جو یہ اپنے ساتھ بقول جہاد کے لیے لے گئے تھے ان لوگوں کا کیا بنا۔ He left them alone. ٹھیک ہے these people, Madam Speaker, are criminals you can not negotiate and cut deals with people who considered democracy to be equivalent to infidelity جو یہ فرماتے ہیں کہ اگر لڑکی یا عورت بیمار بھی ہو جائے تو اس کے پاس حق نہیں ہے کہ وہ ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنا علاج کروا سکے۔ جنہوں نے سینکڑوں کی تعداد میں سکول نظر آتش کر دیے نہ صرف لڑکیوں کے بلکہ جب لڑکیوں کے سکول سوات میں ختم ہوگئے تو انہوں نے بچوں کے سکولوں کو بھی نظرآتش کرنا شروع کر دیے۔ دیکھیں we can not accept these people as being part of our

let us have a humanitarian کی بات کرتے ہیں کہ جی humanitarian solution جہاں تک society. solution, this is a cancer to the society اور جب انسان کے جسم میں ایک حصہ cancerous ہو جاتا ہے there is no humanitarian solution, there is only a surgical solution اور اس میں آپ کو اس جسم کے حصے کو نکال باہر پھینکنا ہوگا and these people جن کا آپ ذکر کرتے ہیں کہ جی لال مسجد اور ملا صوفی محمد---- Please, Madam Speaker, I will just wind up within 30 seconds. I will just say this that

ظلمت کو ضیاء سرسر کو صباء بندے کو خدا کیا لکھنا
پتھر کو گوہر دیوار کو در، کرگس کو ہما کیا لکھنا
ابلیس نما انسانوں کی اے دوست ثناء کیا لکھنا
ظلمت کو ضیاء سرسر کو صباء بندے کو خدا کیا لکھنا

Please stop giving apologies and justifications for people like Ghazi of the Lal Masjid and Mulla Sufi Muhammad.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honorable Abdullah Zaidi.

جناب عبداللہ زیدی: بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ ویسے تو آپ نے ایک اور میرے co-mover of resolution کو کوئی پانچ منٹ دیئے تھے۔

Madam Deputy Speaker: Actually the mover of the resolution has ten minutes to speak in total, you were not present at that time and due to shortage of time unfortunately I have to cut the time of all the speakers. I have requested both the parties to just send three speakers but it was their choice that they wanted to give the chance to multiple speakers to speak. So we have to shorten the time.

جناب عبداللہ زیدی: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر میں کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ ہوا غلط جو نظام عدل آیا اس کا historical context اگر میں دو ں تو 90s میں جو نظام عدل تھا وہ equation سے اس طرح match اس لیے نہیں ہوتا کیونکہ 90s میں TTP نہیں تھی ۔ تحریک طالبان پاکستان کا factor involved نہیں تھا۔ 90s میں کوئی behead نہیں ہو رہا تھا۔ اب چونکہ factor involved ہے اس لیے اب یہ کہنا کہ سوات کے لوگوں کو swift judicial reform چاہیے، swift نظام انصاف چاہیے تو کیا کراچی میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو نہیں چاہیے؟ یہ تو judicial reforms کا مسئلہ ہے یہ تو ہمارا بھی مسئلہ ہے ہمیں بھی انصاف جلدی ہی چاہیے۔ اگر آپ کو نظام عدل لگانا تھا تو آپ کو کم ازکم ایسے petty excuses نہیں دینی چاہیے تھیں اور اگر آپ نے لگا دیا تو آپ نے دسویں دن، گیارویں دن کی صبح action شروع کر دیا۔ آپ نے جب لگا ہی دیا تو let them behead people, let them shoot them in their feet, let them do things. جیسے کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ پہلا دن جس دن سوات کا باسی کھڑا ہو کر کہتا کہ مجھے نہیں چاہیے اس دن آپ operation شروع کرتے۔ اب internally displaced لوگوں کا مسئلہ ہے۔ آخر میں جو بات کرنا چاہوں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے اسفند یار ولی صاحب اب تک سوات نہیں گئے اور میرے خیال میں نہ وہ جا سکتے ہیں، یہ reflect کرتا ہے اس situation پر کہ کتنا democratically elected ایک پارٹی کا فیصلہ ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی انصار حسین صاحب۔

جناب انصار حسین: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس وقت ملک کو جس عفریت سے واسطہ ہے اس سے ہمارے حکمران اور عوام دونوں بخوبی واقف ہیں۔ اس جنگ کے خلاف ہم متحد کیوں نظر نہیں آتے۔ خودکش بمبار اور ان کے sponsors کے لیے ہمارے دلوں میں پوشیدہ ہمدردی کیوں نظر آتی ہے۔ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے ہم کیوں internation scenario میں excuses ڈھونڈتے ہیں۔ ابھی ہمیں ان تمام مسائل کو local perspective میں دیکھنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم مسائل کو own کر سکیں پھر یہاں پر صوفی محمد صاحب کی بات ہوئی ہم نے reconcilable or irreconcilable کو الگ کر کے صوفی محمد میں reconcilableکی category میں ڈال

کر ان سے بات چیت کی لیکن ہم نے ان کو بہت ہی confused پایا کہ جو writ of the state کو challenge کرتے ہیں۔ آپ کی عدالتوں کو مانتے نہیں ہیں، آپ کے آئین کو نہیں مانتے، سپریم کورٹ کو مانتے نہیں ہیں، ان کے ججوں کو ماننا نہیں ہے ایسے شخص کے ساتھ جس میں تھوڑی سی بھی flexibility نہیں ہے ۔ ایسے شخص کے ساتھ ہم کیسے peace deal کریں۔ جس بندے کے ہاتھ ان معصوم نمازیوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں جن کو یہ مسجدوں میں بم دھماکے سے اڑاتے تھے ۔ ہم ان سے کس طرح سے peace deal کر سکتے ہیں۔ کل بات ہوئی کہ ہم یو ایس امداد نہ لیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جنگ چاہے ہم پر thrust کی گئی ہو لیکن اب ہمیں اسے own کرنا ہے۔ ہمارا ملک war on terror میں allies ہے۔ ہمارا ملک میدان جنگ بن چکا ہے۔ بہت زیادہ casualties ہم نے suffer کی ہیں ۔ کہتے ہیں کہ چونتیس ملین ڈالر کا ہمیں نقصان ہوا ہے اور پھر یہ ہماری اپنی جنگ بھی نہیں تھی ہم پر مسلط کر دی گئی ہم نے اسے own کر لیا ہے ہم پر thrust کی گئی اب جب ہماری جنگ بن گئی ہے۔ ہمارا ملک میدان جنگ بن گیا تو ہم ان سے اس نقصان کو کیوں نہ reimburse کروائیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی وقاص اسلم رانا۔

جناب وقاص اسلم رانا: شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے خیال میں اس Resolution پر کافی بحث ہو گئی ہے اور اس کی over all spirit بڑی appreciable ہے لیکن I think ایک point جو زیادہ appreciate کرنے والا ہے کہ سیاست میں اکثر perception reality سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ جو perception create ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ ہم نے internal decision نہیں لیا بلکہ United States نے dictate کیا ہے جو فیصلہ ہماری حکومت نے کیا ہے۔ جتنی جلدی ہم نے peace deal سے back track کیا ۔ جو ہم pressure stand نہیں کر سکے۔ جو timing ہوئی ہے وہاں ہمارے صدر صاحب امریکہ میں بیٹھ کر ان کے Secretary of State کو beacon of light کہہ رہے ہیں اور وہاں پر اتنے اہم فیصلے ہو رہے ہیں ان کو اس stage پر امریکہ جانا ہی نہیں چاہیے تھا ۔ میرے خیال میں اہم چیز جو ابھی تک highlight نہیں ہوئی کہ یہ تو ایک debate obviously چل رہی ہے کہ یہ فیصلہ ٹھیک تھا یا نہیں تھا لیکن ایک بہت ہی اہم debate یہ بھی ہے کہ کیا یہ فیصلہ ہم نے independently لیا کہ نظام عدل لگائیں یا نہ لگائیں اور پھر کیا ہم نے یہ independently فیصلہ ہم نے لیا کہ ہم agreement scrap کریں یا نہ کریں۔ یہ debate بہت اہم کہ جب تک ہماری پالیسی آزاد نہیں ہوگی جیسے کل کافی زیادہ لوگوں نے عمران خان کو sight کیا تو انہوں نے ایک بہت اہم point یہ بھی raise کیا کہ جو پالیسی ہو، چاہے وہ غلط ہو یا صحیح ہو وہ ایک بعد کی بات ہے لیکن اگر ایک پالیسی independent ہی نہیں ہوگی تو اس کی کامیابی کے probability zero ہے۔ اگر ایک پالیسی آپ خود نہیں بنا رہے کسی کی dictation پر بنا رہے ہیں تو وہ کبھی successful نہیں ہوگی چاہے آپ ایک military operation launch کریں یا ایک peace deal کریں۔ اہم بات یہ ہے کہ ہماری Federal Government should show some backbone, should stand up to the United States of America and tell them that look this a relationship جس میں ہم نے اپنے national interest کو sovereign رکھنا ہے۔ We should stand up with the Afghan Government. مطلب حد یہ ہوگئی ہے کہ آج کرزئی صاحب ہمارے صدر سے زیادہ بڑے Statesman نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو فیصلے بھی ہم اس اہم issue کے اوپر لیں وہ پاکستان کے national interest میں ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب فرخ جدون۔

جناب فرخ جدون۔ میڈم بہت شکریہ۔ دو منٹ میں مجھے سمجھ نہیں آرہی ایک شعر یاد آ رہا ہے۔

یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں کہاں برسے
تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے

اتنے لوگوں نے سوال کئے ہیں میں کس کس کے جواب دوں۔ پانچ طرح کے طالبان وہاں پر موجود ہیں ایک بیوقوف طالبان، صوفی محمد کیٹیگری کے۔ دوسرے وہ لوگ جو ایجنسیوں کے لوگ ہیں، را کے موساد وغیرہ کے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہیں اپنے پچھلے بدلے ختم کرنے تھے وہ بھی بدلے لینے کے لیے ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ چوتھا غنڈے، بدمعاش ان کے ساتھ مل گئے ہیں اور پانچویں بے روزگار مل گئے ہیں جنہیں پچیس ہزار روپیہ وظیفہ مل رہا ہے اور ایک کلاشنکوف مل رہی ہے social security کی لیے۔ آپ صرف صوفی محمد کو

ختم کرنے کی، بے وقوف طالبان کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں، باقی چار کا کیا ہوگا؟ باقی چار بے گناہ جب مریں گے تو انہیں بے قوف بولیں گے کہ دیکھا ہم نہ بولتے تھے یہ حکومت ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اب مرو۔ دیکھیں آپ تھوڑا سا chance دیں۔ یا تو آپ social injustice کو ختم کریں۔ آپ گوسٹین کو دیکھیں اس نے کیا کیا تھا؟ آپ ویل پول کو دیکھیں اس نے کیا کیا تھا۔ خدارا لوگوں کی تاریخ پڑھنا شروع کریں کہ انہوں نے اس مشکل وقت میں اپنے لوگوں کے ساتھ کیا کیا تھا اس کے بعد آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ process کیسے آگے چلتا ہے۔ آخر میں media hike کے بارے میں میں آپ کو بتا دوں کہ یہ تمام جو چیزیں آپ کو نظر آرہی ہیں یہ میڈیا کی پیدا کردہ ہیں۔ میڈیا مشین نے اتنا برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس شعر کے ساتھ میں ختم کروں گا۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now I put the Resolution to the House.

Mr. Waqar Nayyar: Madam Speaker, as per tradition I would like to answer the questions that were raised according to this Resolution before it is put to vote.

Madam Deputy Speaker: Can you wind up in a minute?

Mr. Waqar Nayyar: A minute.

میڈم سپیکر! سب سے زیادہ افسوس اس cancer والی analogy پر ہو, ا مجھے وہ یاد آگیا کہ وہ وائسرائے جس کو1857 کی آزادی کی تحریک کو کچلنے کا task دیا گیا تھا اس نے بھی بالکل اسی طرح کے comments دیئے تھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ آج ہمیں کسی انگریز کی ضرورت نہیں ہےکہ وہ یہاں پر آکر ہمارے لوگوں کو مارے۔ ہمارے اپنے لوگ اپنے لوگوں کو مارنے کے لیے بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ اس قدر division ہوگئی ہے ہمارے ملک میں، بات یہ ہے کہ collateral damage تب ہوتا ہے جب آپ کی فوج کے لوگ مر رہے ہوں۔ Civilians and that too your own citizens can not and should not be considered acceptable collateral damage under any circumstances. Thank you.

جناب احمد نور: محترمہ سپیکر ایک اہم پوائنٹ میرے ذہن میں ہے۔

محترمہ ڈپٹی چیئرمین: احمد نور صاحب پلیز تشریف رکھیں۔

جناب ا حمد نور: میں walkout کر رہا ہوں کیوں کہ مجھے اس resolution پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ میڈم آپ اسے پیش کریں میں احتجاجاً واک آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم میرا خیال ہے دو چار دوستوں کو اور سن لیا جائے۔

Madam Deputy Speaker: Zamir Sahib I can request the secretariat to increase the time of discussion. Otherwise I will not allow it because I did not give a chance.

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم پندرہ منٹ بڑھا دیئے جائیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: عثمان صاحب پلیز آپ کچھ دیر کے لیے تشریف رکھیں۔
(مداخلت)

A Member: Madam speaker, Usman Ali should be given a chance
کیونکہ وہ واحد بندہ ہے جو سوات سے تعلق رکھتا ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب، صفیان صاحب ذرا آپ اپنے mike بند کر دیں۔ احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: شکریہ میڈم سپیکر۔ مجھے تو اس پارلیمنٹ کی credibility پر شک ہو رہا ہے کہ پرسوں ایک resolution order of the day میں نہیں تھا اچانک نازل ہوا اور ہم نے پاس کیا۔ آج اس کے against ایک resolution آرہا ہے تو اس پارلیمنٹ کی credibility کیا ہے؟ میڈم سپیکر! یہ روز روز کا ڈرامہ جو آج operation شروع کیا گیا، دس لاکھ سے زیادہ لوگ displaced ہوگئے وہ کراچی تک پہنچ گئے اور آج آپ کہہ رہے ہیں کہ operation بند کیا جائے تاکہ اور موقعہ ملے تاکہ جب بھی کوئی اور دورہ امریکہ ہو تو امریکن دورہ کامیاب کروایا جائے۔ امریکن دوروں کو کامیاب کروانے کے لیے آپ روز روز operation کر رہے ہو، اس کو بند کیا جائے۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ اگر اب آپ نے operation شروع کیا ہے تو جلد اس کو wind up کیونکہ امریکن سی آئی اے آپ کو back up کر رہا ہے۔ اس کے ڈرون طیارے آپ کے لیے میسر ہیں، اس کے آپاچی ہیلی کاپٹر آپ کے پاس ہیں۔ اس کو جلد از جلد ختم کیا جائے کیونکہ ہم امن چاہتے ہیں یہ غریب لوگ جو اس گرمی میں پشاور، اسلام آباد اور کراچی تک پہنچ چکے ہیں ان کو واپس اپنے علاقوں میں لایا جائے۔ اس operation کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔ اس کو اس طرح نہ کریں کہ آج کوئی اور امن معاہدہ ہو اور دو تین مہینوں کے بعد کو امریکہ کی طرف سے آجائے اور اس کو پھر دورہ کامیاب کروانے کے لیے ایک اور operation شروع کریں۔ یہ روز روز کا ڈرامہ مزید بند کرو اور ہمیں peace دے دو۔ شکریہ ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عثمان علی۔

جناب عثمان علی: شکریہ میڈم سپیکر۔ پہلے تو میں جو عبداللہ لغاری صاحب نے کہا ہے کہ وزیر داخلہ سوات کہاں گئے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سوات گئے ہیں۔ آپ کو بھی تو ground reality کا پتا نہیں ہے۔ یہ جو resolution پر بات کی گئی ہے کہ all possibilities should have been explored. تو what possibilities were left with us. کوئی possibility نہیں ہے جب یہ معاہدہ ہوا تو دوسرے دن ڈی سی او کو اغوا کیا گیا۔ اس کے بعد طالبان نے سڑکوں میں IADs لگانی شروع کر دی ہیں۔ ابھی ان کا یہی plan تھا کہ وہ expansion کریں گے، نہ تو ان کا شریعت کا plan ہے اور نہ وہ شریعت چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی شیر افگن۔

جناب شیگر افگن: شکریہ میڈم سپیکر۔ مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ کشتی ڈوب رہی ہے اور ہم اس definition پر لڑ رہے ہیں کہ sinking کی definition کیا ہے۔ اگر یہ طالبان جنہوں نے ڈی سی او کو اغوا کیا ہے اگر یہ criminal ہوتا تو اگلے دن کیا ہوتا؟ Action لیا جاتا۔ میں نے اس دن بھی یہ بات کی تھی کہ آپ ایم کیو ایم کے خلاف بولتے ہیں تو ایم کیو ایم میں اور طالبان میں کیا فرق ہے وہ ایک ethnicity کو استعمال کرتے ہیں یہ religion کو استعمال کرتے ہیں ان میں فرق کیا ہے۔ اے این پی democratically elected حکومت اس علاقے کی ہے and they gave in a couple of people or few thousand people who picked up arms تو پھر آپ military dictatorship کی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ It is a same thing.

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لاہور ، اسلام آباد اور کراچی کے علاقوں میں سکولوں میں threats آرہے ہیں کہ women have to dress a certain way ورنہ acid throwing ہوگی یا killing کے threats آرہے ہیں اور schools and colleges اپنے dresses change کر رہے ہیں۔ یہ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ ہم کیوں ڈر رہے ہیں۔ if we can speak out openly against MQM, if we can speak out اگر کوئی criminal ہماری گلی میں آتے ہیں تو we can call the police and why not show the same dedication to this. We tried the peace deal twice and it failed. اب military action لینا پڑے گا and we have to see it through. Casualties ہونگی اور یہ ہماری created چیز ہے ہمیں اس وقت سوچنا چاہیے تھا جب 1980s میں امریکن ہمارے پاس آئے اور انہی مولویوں نے باقاعدہ فتوے جاری کئے۔ آپ ان کی تاریخ دیکھیں کہ جی روس والے بے دین ہیں اور ان کے خلاف جہاد جائز ہے۔ چین کیا ہے؟ They are our

and we were left with these Zionist ہم نے اس وقت کیوں نہیں سوچا biggest allies in the region. which has come out of the bottle. We have to deal with these people strictly now.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب نشاط کاظمی۔

سید محمد نشاط الحسن کاظمی: محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میں اپنی جگہ پر چوہدر ی عثمان صاحب کو موقعہ دینا چاہوں گا کہ وہ بولیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عثمان صاحب۔

چوہدری محمد عثمان: شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بنیادی طور پر یہاں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا کوئی ہمیں timeframe دے سکتے ہیں کہ کتنے timeframe میں ہم یہ چیزیں curb کر لیں گے سب چیزیں neutralize کر لیں گے سب چیزیں۔ اب تک افغانستان اور عراق میں ہم نے امریکہ کا حال دیکھ لیا ہے۔ کیا ہم ویسی ہی آگ اگلے نو دس گیارہ بارہ اور پندرہ سال تک کے لیے لگانا چاہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایوان میں ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو لیکن جو اس resolution کے against ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس درخت کو کلہاڑے سے کاٹ دیا جائے۔ ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو جڑ سے اکھاڑہ جائے۔ اس کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے ضروری ہے کہ اس چیز کو neutralize کیا جائے ان لوگوں کی ایک سوچ develop کی جائے، ان کے سامنے ایک evidence لایا جائے کہ ہاں ہم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا اور ان لوگوں نے اس طریقے سے اس کو breach کیا۔ Now we have no other option but to eradicate them, rather than جبکہ ان کی پہلے ہی ایک bad intention تھی ہمارے صدر صاحب نے اس پر دستخط کرنے کے لیے بہت وقت لیا۔ ان کے already they were skeptic کہ شاید حکومت کی کوئی bad intention ہے۔ ہم اس کو prove کر رہے ہیں کہ ہاں ان کی bad intentions تھیں اس وقت صرف معاملے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے وہ سلسلہ کیا جاتا تھا ۔

ایک بہت اہم نکتہ جو یہاں پر ابھی تک discuss نہیں کیا جارہا کہ there is fair chance کہ اس agreement کو صرف امریکہ کے ساتھ صدر کے visit کے اوپر صرف امریکہ کو exploit کرنے کے لیے ایک چیز اس وقت create کی گئ تاکہ اس چیز کو end up کیا جاسکے کیونکہ everybody knows کہ امریکہ table talk پر نہیں آرہا تھا ۔ ان کے جو افغانستان اور پاکستان کے ایلچی ہیں آیا وہ صدر صاحب سے ملاقات کرتے تھے یا ہیلری کلنٹن صاحبہ لیکن ان کے President direct one to one نہیں آرہے تھے۔ دوسرا ان کی reservations تھیں ہمیں مزید funds دینے میں they were conditional جو ہمیں aid آرہی تھی ان کو talking terms پر لانے کے لیے یہ چیز لائی گئی اور اس کو اب اس طرح سے طالبان یا صوفی محمد whatsoever ان کے اوپر ڈال کر اس کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہمیں اس چیز کو وقت دینا چاہیے، ہمیں naturalize کرنا چاہیے۔ ہمیں سوچ بدلنی ہوگی یہ elements اس طرح ختم نہیں ہونگے ۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now I put the Resolution. A lot of debate has been generated on this topic and we have observed that there is no solid conclusion to it. So this Resolution stands referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

(The Resolution was referred to the Standing Committee.)

Mr. Muhammad Essam Rehmani: Point of order. Only the Prime Minister can refer to the standing committee. The Speaker has absolutely no space in the Rules and Procedure.

Mr. Sufian Ahmed Bajar: Madam Deputy Speaker I think voting should be conducted if there is……..

میڈم ڈپٹی سپیکر: صفیان صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔
I would request the honorable Prime Minister to decide what do we do about this Resolution.

Mr. Ahmed Ali Babar: Thank you Madam Speaker.

یہاں پر اس debate کے بارے میں بات کرنے کی بجائے میں یہ بات واضح کر دوں کہ بہت سے لوگ اس بات کو refer کر رہے ہیں کہ جو ایک دن پہلے ایک resolution pass ہوا تھا یہاں پر جس میں فوج کی moral support کرنے کی بات ہوئی تھی آج کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ جو Resolution ہے اس کو contradict کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات واضح کر دوں کہ یہ اس کو contradict نہیں کر رہی کیونکہ اس resolution کی wording یہ تھی کہ ہم فوج کی moral support کرتے ہیں اب فوج ایک کام کر رہی ہے تو اس کی moral support تو آپ نے کرنی ہے۔ یہ جو resolution ہے اس میں صرف اور صرف جو peace agreement جو haste میں scrap کیا ہوا ہے اس کو condemn کیا ہوا ہے۔ یہ ایک دوسرے کی self contradicting Resolutions نہیں ہیں اور یہاں پر دونوں اطراف سے بہت اچھی debate generate ہوئی ہے۔ چاہے وہ گرین پارٹی ہو یا بلیو پارٹی ہو ہر ایک نے اس کو اپنے perspective کے لحاظ سے بہت اچھے طریقے سے بتایا ہے۔ دونوں پارٹیوں کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ سے request کروں گا کہ اس resolution کو ووٹ کے لیے یہاں پر لایا جائے تاکہ فیصلہ ہو کہ یہ چیز صحیح ہے یا نہیں۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Honorable members please come back. If you can kindly call the members back because we are putting it to vote. Now I put the Resolution to the House it has been moved that “this House condemns the haste with which the peace agreement was scrapped. We believe that once an accord was signed, all possibilities should have been explored and more time should have been given, before resorting to an all-out military action.”

(The Motion was carried.)

Madam Deputy Speaker: The Resolution stands adopted. Yes Prime Minister.

Mr. Ahmed Ali Babar: Madam before the session stands adjourned.
دو announcements دینی ہے۔ ایک یہ ہے کہ مسٹر رحیم بخش کھیتران نے ایک این جی او بنائی ہے جس میں مختلف طالب علموں کی تعلیم کا بندوبست کیا جاتا ہے تو ان کو کچھ books کی ضرورت ہے چاہے وہ literature سے ہو، ادب کے کسی بھی دوسرے شعبے سے ہوں، Science and Technology کے حساب سے ہوں، کل جدون صاحب کچھ کتابیں لے کر آئے تھے اس کے علاوہ اگلے اجلاس کے اندر یا قائد اعظم یونیورسٹی کے address پر کوئی بھی کتابیں ہیں ان کو فراہم کی جائیں تاکہ یہ این جی او اور بلوچ لوگوں کی تعلیم کا بندوبست ہو سکے۔

میڈم سپیکر! دوسری announcement یہ ہے کہ ایک British faith based think tank ہی Quilliam Foundation وہ ڈھائی بجے جہاں سامنے ہم لوگ کھانا کھاتے ہیں وہاں پر وہ آئیں گے اور وہ یوتھ پارلیمنٹرین سے ملاقات کرنا چاہیں گے تو جو لوگ interested ہیں وہ ڈھائی بجے ان سے ملاقات کر لیں۔

Madam Deputy Speaker: Now I read out the prorogation order. In exercise of the power conferred upon me I here by prorogue the fourth session of Youth Parliament Pakistan after the conclusion of its sitting held on Sunday May 10, 2009.

Sd/-
(Kashmala Khan Durrani)
Deputy Speaker,
Youth Parliament Pakistan.

[The Session was then prorogued, sine die.]